علمائے لدھیانہ

مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (صدر جمعیت علمائے ہند) نے اپنی کتاب "نقش حیات" کے صفحہ نمبر ۴۸۲ پر فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔

مشہور مؤرخ مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے" کے صفحہ نمبر ۱۱۴ تا ۱۲۰ میں تفصیل سے فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے

اس خاندانِ رفیعُ الارکان علماء لدھیانہ کی دینی، سیاسی اور قومی وملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

(ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری)

اولین عرض

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده تبارك وتعالى ونستعينه ونصلي على رسوله الكريم

انگریز استعمار کے خلاف طویل جدوجہد آزادی کی تحریک کا آغاز اندازاً ۱۸۰۳ء سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے فتویٰ آزادی سے شروع ہوا۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آغاز جدوجہدِ آزادی میں اَن گنت رہنماؤں اور جماعتوں کا حصہ تھا لیکن قید وبند کی صعوبتوں، شہادتوں اور جائیدادوں کی قرقی کے حوالے سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان کے حضرت شاہ اسماعیل صاحب دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلویؒ کے شاگرد حضرت سید احمد صاحبؒ رائے بریلی اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کا ثانی نہیں ہے۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کی جنگ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے شاگرد حضرت مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ نے اپنے چار صاحبزادوں مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ (اولین مکفر مرزا قادیانی) اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کے ساتھ شرکت کی اور جان ومال کی قربانیاں دیں۔

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کی وفات (۱۸۶۰ء) کے بعد ان کے چار صاحبزادوں میں سے تین نے لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا کی بنیاد ۱۸۶۰ء میں رکھی۔

۱۸۶۴ء میں قاری طیب صاحب سابقہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دادا مولانا قاسم صاحب نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ آگے چل کر انہیں دو اسلامی اداروں نے ہندوستان

کے مسلمانوں کے لیے سیاسی، دینی اور قومی و ملی خدمات انجام دیں۔

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ اور ان کے چاروں صاحبزادوں مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ، مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا خاندان صدیوں سے انگریزوں کا باغی رہا جس کی ایک مستقل تاریخ ہے۔ ان کے فتاویٰ نے ہندوستان کی آزادی کی جنگ اور تحریک میں لازوال کردار ادا کیا۔ اس کا ذکر مشہور مؤرخ مولانا سید محمد میاں صاحبؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوریؒ، ڈاکٹر تارا چند، مسٹر کے ایم منشی (سابقہ ہوم منسٹر و گورنر یوپی) نے اپنی مختلف کتب میں کیا۔

مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کے تین صاحبزادوں کا ۱۸۸۸ء میں مشہور فتویٰ "**نصرۃ الابرار**" مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شمولیت اور دوسرے قوموں کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کی مشترکہ جدوجہد میں شرکت کے لیے تھا۔ فتویٰ نصرۃ الابرار ہندوستان کی آزادی کی تحریکوں میں بہت اہم تھا۔ اس فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے اپنی کتاب نقش حیات میں صفحہ ۴۸۲ پر کیا ہے۔

مشہور مؤرخ مولانا محمد میاںؒ نے اپنی کتاب "علماءِ حق کے مجاہدانہ کارنامے" کے صفحہ نمبر ۱۱۴ تا ۱۲۰ میں تفصیل سے فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔

آج بھی ہندوستان میں علماء اپنی تقریروں میں فتویٰ "نصرۃ الابرار" کا ذکر فرماتے ہیں۔ جس میں مولانا سید ارشد مدنی صاحب موجودہ صدر جمعیت علماء ہند بھی شامل ہیں۔ واللہ اعلم علماء دیوبند فتویٰ "نصرۃ الابرار" کا مفصل تعارف اپنی تقریروں میں کیوں نہیں کرواتے اور صرف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی طرف اس فتویٰ کو منسوب کر کے خاموش ہو جاتے ہیں حالانکہ فتویٰ "نصرۃ الابرار" علماءِ لدھیانہ کا فتویٰ ہے جس کی تصویب و تائید تمام مسالک و مکاتب فکر ہندوستان کے علماء و مدینہ منورہ اور بغداد کے نامور علماء کرام نے کی ہے جن میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ بھی شامل ہیں۔

مولانا عبد القادر لدھیانویؒ پنجاب میں تنہا بزرگ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف فتویٰ دیااور لدھیانہ شہر میں متوازی گورنمنٹ قائم کی۔

علماء لدھیانہ کی جنگ آزادی میں جدوجہد اور فتاویٰ دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب انٹرنیٹ پر(Archive.org)پر دستیاب ہیں:

۱. ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور علماءِ لدھیانہ

(مرتب: مفتی ضیاء الحسین لدھیانویؒ)

۲. تحریک آزادی میں مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علماءِ ہند کی زریں خدمات

(مرتب: مشہود مفتی)

۳. فتاویٰ قادریہ (مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر علماء لدھیانہ کا اولین فتویٰ)

(مرتب: مولانا محمد لدھیانویؒ)

۴. رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی

(مرتب: مولانا عزیز الرحمان جامعیؒ)

۵. رئیس الاحرار در حدیث دیگراں

(مرتب: مولانا عزیز الرحمان جامعیؒ)

۶. فتویٰ نصرۃ الابرار

(مولانا محمد لدھیانویؒ)

مولانا عزیز الرحمان جامعیؒ نے اپنی کتاب ”رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ اور ہندوستان کی جنگ آزادی“ میں لکھا ہے کہ:

> مولانا عبد القادر لدھیانویؒ کی تاریخ وفات ۱۸۶۰ء ہے۔ آپ نے ریاست پٹیالہ کے گاؤں ستلانہ سے ایک میل کی مسافت پر وفات پائی۔

وہیں آپ کی قبر ہے۔ ان کے خاندان کے لدھیانہ میں مقیم مولانا عثمان صاحب نے بتایا کہ یہ قبر موجودہ پٹیالہ ستلانہ روڈ پر واقع ہے۔ مولانا عبداللہ لدھیانویؒ [1] (اول مکفر قادیانی) کی وفات سہارنپور میں ہوئی۔ آپ کی قبر مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ کی قبر کے پاس ہے۔ سہارنپور انبالہ سرساوا روڈ پر ریل کے پھاٹک سے تقریباً چار فرلانگ پر بائیں جانب قبریں واقع ہیں۔ ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ اور مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کی قبر آم کے درخت کے نیچے ہے۔

اور لکھتے ہیں:

مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانویؒ نے منٹگمری جیل میں اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ ”مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ کا انتقال ۱۹۰۳ء کے رمضان المبارک میں ہوا اور مولانا محمد صاحب لدھیانویؒ کا انتقال ان کی وفات کے بعد ۱۳ رمضان المبارک ۱۹۰۳ء میں ہی ہو گیا۔“

فتویٰ نصرۃ الابرار اور فتاویٰ قادریہ کو دوبارہ ٹائپ اور مرتب کرنے کے لیے میں مفتی عبید الرحمٰن صاحب کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے علماء لدھیانہ کی مختلف کتب اور فتاویٰ کی دوبارہ تدوین و ترتیب کے لیے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ آپ ہی کی کاوش سے میری کتاب ”مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت کی زریں خدمات“ مکمل ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

مشہود مفتی

(۱) مولانا عبداللہ لدھیانویؒ مفتی نعیم لدھیانویؒ کے والد اور راقم کے پردادا تھے۔

خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

سالار کاروان آزادی 1857

شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

(بھانجے) مولانا اسماعیل لدھیانویؒ
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ — بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
شاگرد حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ

فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا محمد لدھیانویؒ
(نواسے) سینیٹر ایم حمزہ — سابقہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، سابقہ ممبر قومی آسمبلی پاکستان
مولانا زکریا لدھیانویؒ
صدر احرار ہند رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

(اولین فاتح قادیانیت) 1884ء فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ — نائب صدر جمعیت علمائے ہند
شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ
مفتی ضیاء الحسنؒ — صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان
شاگرد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

فتاویٰ قادریہ۔ فتویٰ نصرۃ الابرار
مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ
(نواسے) مولانا محمد سلیم لدھیانویؒ
مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بانی جامعۃ الرشید کراچی
مفتی اعظم پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا

الحمد للہ والمنۃ کہ جو جامع منقول و معقول مولانا عبد العزیز صاحب خلف الرشید
مولانا مولا الکل مولوی عبد القادر مرحوم لدہیانوی نے علی محمد متوطن بمبئی کے
جواب مین ارشاد فرمایا تھا کہ ہنود سے معاملہ کرنا و کانگرس مین شریک ہونا بشرط
عدم نقصان دین جائز ہے لیکن سید احمد نیچری کی ایسوسی ایشن مین ملنا بالکل حرام
ہے اور اوسکی مدد کرنی بیشک گناہ ہے۔ اوس مضمون کو برادر کلان مولانا موصوف
یعنی ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ مولانا مولوی محمد صاحب مفتی لدہیانہ نے مدلل لکھ کر بہ تجدید فرما کر اوسکا نام

نصرۃ الابرار

رکھا اب وہ فتوی مواہیر علماء
لدہیانہ و جالندہر و ہوشیارپور و کپورتھلہ و امرتسر و ترنجیتر و گجرات و جمون و فیروزپور و قصور و ملتان
و پاکپٹن و سنگرور و انبالہ و سہارنپور و دیوبند و گنگوہ و مظفرنگر و دہلی و رامپور و بریلی و مرادآباد و مدینہ منورہ
و بغداد شریف وغیرہ وغیرہ سے مزین ہو کر بصحت تمام

مطبع صحافی لاہور پینسن گنج مین چھپا

عکس ایڈیشن اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
[النصر: ۱، ۲]

الحمد للہ والمنۃ کہ جو جامع منقول و معقول مولانا عبد العزیز صاحب خلف الرشید مولانا مولی الکل مولوی عبد القادر مرحوم لدھیانوی نے علی متوطن بمبئی کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہنود سے معاملہ کرنا و کانگریس میں شریک ہونا بشرط عدمِ نقصانِ دین جائز ہے لیکن سید احمد نیچری کی ایسوسی ایشن میں ملنا بالکل حرام ہے اور اس کی مدد کرنی بیشک گناہ ہے۔ اس مضمون کو برادرِ کلاں مولانا موصوف اعنی ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ مولانا مولوی محمد صاحب مفتی لدھیانہ نے مدلل طور پر تحریر فرما کر اس کا نام

نصرۃ الابرار

رکھا۔ اب وہ فتویٰ مواہیر علماء لدھیانہ وجالندھر وہوشیار پور وکپور تھلہ وامرتسر ورتڑ چھتڑ وگجرات وجموں وفیروز پور وقصور وملتان وپاک پتن وسنکڑ وانبالہ وسہارنپور ودیوبند وگنگوہ ومظفر نگر ودہلی ورامپور وبریلی ومراد آباد ومدینہ منورہ وبغداد شریف وغیرہ وغیرہ سے مزین ہو کر بصحت تمام

مطبع صحافی لاہور ایچی سن گنج میں چھپا۔

فتویٰ نصرۃ الابرار

ہو الفتاح

بعد الحمد والصلوٰۃ اہل اسلام پر واضح ہو کہ جناب مستطاب افضل علماء واعلم فضلاء و شریعت کے راہ نماو طریقت کے پیشواو ناہج مناہج حقیقت، سالک مسالک معرفت، کشّافِ غوامضِ منقول، غوّاصِ موارِدِ حکمت و معقول، العلامۃ الفہامۃ، موردِ افضال، المفضل، المنعام، مہبطِ انعام الملک العلام

شعر

مالک ملک معانی والی اقلیمِ علم   مفتیِ عالم امامِ امّت خیر الامم

رباعی

زیورِ شرعِ معلیٰ منتــــِ دینِ متیں   کز فروغِ رائے او شد رونقِ ملت فزوں

زاہتمامِ ذاتِ او رایاتِ حق افراختہ   زانتظــامِ حکم او اعلامِ باطل سرنگوں

اعنی مولانا مولی الکل مولوی عبد القادر صاحب مرحوم تخمینًا ۱۲۴۶ ہجری میں باستدعاءِ سلطانِ زمان منبع جود والاحسان

سرِ گردن کشان و تاجداراں   پناہِ خــــروانِ شہـــریاراں

اعنی حضرت شاہ زمان مرحوم والی کابل اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت اس شہر میں بالکل دین کا چرچا نہیں تھا۔ مولانا موصوف نے کمر ہمت باندھ کر شب و روز مسائل دین کے بیان کرنے شروع کیے۔ خدا کے فضل سے یہ شہر رفتہ رفتہ دین داری میں شہرہ آفاق ہو گیا۔ جس سے مولانا موصوف کی نیک نیتی اور بے ریائی ظاہر ہوتی ہے۔ میر محبوب علی صاحب

نے بروقت منصفی مقدمہ خانقاہ دو سو روپیہ بنام زکوٰۃ اخون نور الدین کے ہاتھ مولانا موصوف کے پاس بھیجا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ لینا مجھ کو حرام ہے کیونکہ یہ رشوت ہے زکوٰۃ نہیں۔ شاہ موصوف آپ پر کمال اعتقاد رکھتا تھا۔ چنانچہ خطوطِ شاہی سے اس کی صداقت پورے طور سے ہوسکتی ہے اور جناب مولانا نے ایک دفعہ دربار میں جو فضائل اذان کے زبان درافشاں سے ارشاد فرمائے تو شاہ موصوف الذکر کے دل میں بیان فیض ترجمان نے یہ تاثیر کی کہ چالیس دن تک بذاتِ خود پانچوں وقت مسجد میں تشریف لاکر اذان دی۔

اور آپ ہی کے وعظ کی تاثیرات کے مقتضیات سے تھا کہ شاہ صدر نے اپنی لڑکی کو اپنے برادر زادہ سے نکاح کرادیا تھا باوجودیکہ اس خاندانِ شاہی میں قدیم سے اس کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ اس بات کو بہت ہی معیوب سمجھتے تھے اور شاہ شجاع الملک کو بھی برسرِ اجلاس جناب موصوف نے اس باب میں تحریک فرمائی۔ بعد پیچ و تاب کثیر شاہ مذکور نے مولانا کے قول کو تسلیم کیا۔

الحاصل مسئلہ شرعی کے بیان کرنے میں شاہ و گدا کو مساوی سمجھتے تھے۔ حق کے اظہار میں بغیر ذاتِ حق باری زید و عمر کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ کولٹن صاحب بہادر نے بمراتب حضرت موصوف کو فرمایا کہ اگر آپ شرعی مقدمات کو سرکاری ملازمت اختیار کرکے فیصلہ کیا کریں تو میں اس باب میں آپ کے نام پر منظوری منگوا سکتا ہوں۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ مسائل دین کے بیان کرنے میں مجھ کو تنخواہ کی ضرورت نہیں۔ ہر سہ پسران مولانا جن کا وجود باجود اس وقت میں مغتنمات سے ہے، مسائل دینیہ کے بیان کرنے میں اپنے حضرت والد بزرگوار کی طرح کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ یعنی مولانا الاعظم ملاذِ افاضل الامم کاشف المشکلات العقلیہ فاتح المغلقات الماہر الفطین محسود الاقران والاشباہ ذوالفضل والجاہ **مولوی محمد** سلمہ اللہ الاحد

صدرِ دیوان فقاہت بدرِ گردونِ کمال   زیورِ ارکانِ فتویٰ زینت بنیانِ دیں

ومولانا صفوۃ المحدثین فردوس اخبار سید المرسلین **مولوی عبداللہ** سلمہ اللہ

جامعِ ارباب علم وحاویِ اسرارِ دیں　　ناظمِ عقدِ حدیث وکاشف سرِ یقیں

ومولانا الاشرف الاورع قدوۃ ناہجی مناہج التقویٰ والورع العالم بدقائق فصل الخطاب الواقف علی الفتاوی المستخرجۃ من السنۃ والکتاب **مولوی عبدالعزیز** ادامہ اللہ العزیز

آنکہ گر معمارِ علم او نباشد پاسباں
منہدم گردد اساسِ حکم شرع اندر جہاں

خسرِ واقلیم دانش شہریارِ ملک فضل
گوہرِ تاجِ معانی زیورِ تخت بیاں

غرض اس خاندانِ عالی شان سے جو مسئلہ تحقیق ہوکر شائع ہوتا رہا وہ بلاشک وریب صحیح پایا گیا۔ اگرچہ بعض مسائل بادی النظر میں صحیح معلوم نہیں ہوئے لیکن بعد تعمق نظر صحت ان کی اظہر من الشمس واَبین مِن الامس ہوئی۔

جیساکہ صاحب براہین احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں اول ان مولوی صاحبان نے تکفیر کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ اس وقت بہت عالم عالمِ سکوت اور توقف میں رہے اور بعض مولوی صاحبان مخالف ہوگئے۔ رفتہ رفتہ اب اکثر علماء محققین اس کی تکفیر پر متفق ہوگئے حتیٰ کہ مفتیانِ حرمین شریفین نے بھی اس کے ارتداد پر اپنی مواہیر ثبت فرمائیں جس کی تصدیق مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے رسالہ سے جو خاص مرزا صاحب کی تردید میں تصنیف ہوا ہے، ہوسکتی ہے۔

اسی طرح فی الحال جو مولوی صاحبان نے فتویٰ در بارہ قومی انجمن مدلل طور پر دیا ہے جس کے دیکھنے اور غور کرنے سے مولوی صاحبان کی لیاقت علمی ودیانت خاندانی ظاہر ہوتی ہے۔

بعض مخالفین نے اس پر بھی بنا بر کمی لیاقت یا بوجہ تعصّب وحسد ایک فتویٰ بر خلاف مولوی صاحبان کے تیار کیا اور اس پر چند علماء سے دھوکا دے کر مواہیر ثبت کروائیں۔ جب ان علماء کو اصل حال پر اطلاع ہوئی، انہوں نے مولوی صاحبان کے فتویٰ کو صحیح قرار دیا اور جو مخالفین کے فتویٰ پر مہریں کر چکے تھے اس کے تدارک میں ہر ایک نے اپنا اپنا معذرت نامہ مولوی صاحبان کی خدمت میں روانہ کیا جس سے مخالفین کی حیرانی وسرگردانی اور مولوی صاحبان کی عزت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

لہٰذا وہ عبارتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں اور بعد میں استفتاء مولوی صاحبان کا مع مواہیر علماء ہندوستان وپنجاب ہدیۂ ناظرین ہوتا ہے۔

کتبہ

خیر شاہ امرتسری عفی عنہ

معذرت نامہ علماء بطور اختصار

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [۱] عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے ایک استفتاء اس مضمون کا آیا تھا کہ جو شخص ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے؟ بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ فاسق ہے۔ یہ خلاصہ سوال و جواب کا ہے۔ اب وہ فتوی بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اول تین صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے اور وہ وجوہِ اعانت واضرار اس میں مصرّح لکھے ہیں۔

لہذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحب ہرگز ہرگز مصداق اس فتویٰ کے نہیں اور جو امور ان کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب و فتویٰ کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درجِ سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔ جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں۔

اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندہ کے نزدیک علماء کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام و علم ہے۔ پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحب سے بد عقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں۔ ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد و محبت کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالی ولی التوفیق

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ
رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالی عنہ

---

(۱) آپ کی شہرت علم ظاہری اور باطنی میں کمال درجہ کی ہے۔ اکثر عالم ان کے مرید ہیں۔

تصدیقات علماء کرام

تحریر جناب مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے۔

احمد علی عفی عنہ

جو تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب نے فرمائی ہے، درست ہے۔

پیر محمد عفی عنہ

تحریر مولانا صاحب درست ہے۔

عنایت الٰہی عفی عنہ

تحریر مولوی صاحب ممدوح کی درست ہے۔

ثابت علی عفی عنہ

الحق ما قال مولانا رشید احمد

بندہ محمود عفی عنہ

تحریر مولانا صاحب راست و درست ہے۔ بندہ کے نزدیک مولوی عبدالعزیز صاحب و دیگر حضرات لدھیانوی ہرگز مخرب اسلام نہیں ہیں بلکہ معاونِ اسلام ہیں۔

محمد حسن عفی عنہ دیوبندی

أنا أيضا أحقه

بندہ عبداللہ خان

جو کچھ حضرت مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب تحریر فرمایا ہے وہ راست اور بے کم و کاست ہے۔ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب ہرگز اس قابل نہیں کہ جیسے ان کی نسبت طبع ہوا ہے۔

بندہ احمد عفی عنہ

یہ تحریر مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے اور میں مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی عبد اللہ صاحبان کو بخوبی جانتا ہوں، نہایت متقی اور ذی علم ہیں۔ ان سے بہتر عالم ملک پنجاب میں نہیں ہیں۔ جو ایسے عالموں کو ناحق تہمت لگاوے اور جھوٹی تحریر ان کی نسبت طبع کراوے وہ اس وعید کا محل ہے:

{وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا} [الأحزاب٣٣: ٥٨]

ایسے شخص کو جلد تائب ہونا چاہیے۔ ایسے گناہ کا وبال بہت برا ہے اور عذاب آخرت سخت ہے۔

حرره الراجي عفو ربه الكريم

محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی عفی عنہ اللہ الرحیم

عبارت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سلمہ درست ہے اور فتویٰ سابق جناب مولوی عبد العزیز صاحب کے حق میں نہیں ہے اور نہ وہ اس کے محل ہرگز ہوسکتے ہیں۔

بندہ عبد القدیر عفی عنہ

تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی صحیح اور درست ہے۔

محمد مراد عفی عنہ ساکن بلدہ مظفر نگر

تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ فقیر کے پاس بھی لدھیانہ سے ایک استفتاء آیا تھا اور اس پر فقیر نے کچھ عبارت لکھی تھی جس کو سائل نے مولوی عبد العزیز و مولوی عبد اللہ و مولوی محمد

صاحب کی نسبت چسپان کردیا۔ میں تینوں صاحبوں سے خوب واقف ہوں۔ حقیقت میں وہ دین دار ذی علم ہیں۔ وہ ایسے نہیں کہ خلافِ اسلام کوشش کریں۔ واللہ اعلم

ابو محمد عبدالحق دہلوی مصنف تفسیر حقانی[1]

تحریر مولانا رشید احمد صاحب کی درست ہے۔ بیشک ان لوگوں نے علماء کو دھوکا دے کر مواہیر کروائی ہیں اور مولوی صاحبان لدھیانوی تینوں بھائی مصداق اس فتویٰ کے نہیں ہیں۔

حررہ محمد اسحاق

حضرت مولانا ومرشدنا وہادینا مولوی رشید احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم نے جو تحریر فرمایا عین صواب ہے۔

محمد کرامت اللہ عفی عنہ

بخدمت شریف مولانا محمد عبدالعزیز صاحب دام ظلہ!

بعد اسلام مسنون الاسلام واضح ہو کہ ایک استفتاء منجانب مولوی نور محمد آیا تھا جس میں سوال کی تقریر تھی کہ ایک شخص ہنود سے مسلمانوں کی مضرت پر متفق ہورہا ہے اور مسلمانوں کو کافر اور مردود کہتا ہے۔ ایسے شخص کے حق میں کیا کچھ حکم ہے؟ آیا اس شخص کا مقتدا و مفتی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب لکھ کر روانہ کیا۔ معاذ اللہ اگر یہ امر ہم پر واضح ہوجاتا کہ یہ بہ نسبت آپ کے واقع ہوا ہے، کبھی ایسا تحریر کرنے میں نہ آتا کیونکہ آپ جیسے دین دار لوگ اس زمانہ میں کم موجود ہوتے ہیں۔ اگر اہل لدھیانہ آپ جیسے متدین

---

(۱) دہلی میں اس وقت ان کے برابر کوئی عالم نہیں۔ کتابوں کی تصنیف میں رات دن مشغول ہیں۔

کی اطاعت کریں تو زہے ان کی سعادت اور اگر بہ نسبت آپ کے کوئی بلاوجہ تکفیر کرے، وہ خود کافر ہے۔ مولانا مولوی محمد صاحب کی خدمت عالیہ میں میرا اسلام پہنچادیں۔

رقمہ غلام رسول امرتسری عفی عنہ

نحمده ونصلي أما بعد

ناظرین ذی خبرت اہل اسلام کو واضح ہو کہ مجھ کو مولوی نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ حقانیہ نے ایک استفتاء بہ سبیل ڈاک روانہ کیا تھا۔ اس کا جواب لکھا گیا۔ میں نے بھی اس کی تصحیح دھوکا سے کردی ہے۔ بلاشک اس استفتاء میں بہت سے علماء دین کو دھوکا دیا گیا۔ آج تک مجھ کو بعد معلوم کرنے حال کے قلق ہے۔ ذات مستغنی الصفات مفتی مولوی محمد صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی عبد العزیز صاحب کے جواب فتویٰ سابقہ مصححہ اس خاکسار سے مبرّا ہے۔ معاذ اللہ نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا!

تفسیق و تکفیر جناب موصوفین کی چہ معنیٰ دارد۔ ہر سہ مولوی صاحبان موصوف فضل الٰہی سے گوہر درج شریعت واختر برج ہدایت ہیں۔ ان کی سعی دلیرانہ اور کوشش مردانہ نے فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے گلشن کو اس قطعہ مختصر لدھیانہ اور اسکے مضافات میں رونق افزا و تروتازہ وگل ولالہ کر رکھا ہے اور مخالفین فرقہ ہائے مثل غیر مقلدین وغیرہ کے غنچۂ دل ان کی ہیبت تقریر سے پژمردہ ہے۔ بمقابلہ اس سعی کے ان صاحبان کو آفتاب وماہتاب کہا جاوے تو اس کی تصدیق میں کچھ شک وشبہ نہیں۔ ادام اللہ برکاتہم

حررہ

احقر العباد غلام محمد مدرس کرنال نزیل لدھیانہ

اسمائے اراکین انجمن انوارِ محمدیہ امرتسر جو اس معذرت میں شامل ہیں

- مولوی غلام رسول صدرِ انجمن
- مولوی غلام مصطفیٰ صاحب
- مولوی عبد العزیز صاحب
- غلام احمد صاحب دبیر انجمن
- غلام محی الدین صاحب
- عبد اللہ پیر صاحب
- غلام محی الدین صاحب بیگ
- رسول بابا صاحب
- غلام نبی صاحب قادری
- فیض محمد صاحب
- حاجی غلام محی الدین صاحب
- غنی شاہ صاحب
- احمد خان صاحب
- حیدر شاہ صاحب
- احمد شاہ صاحب
- عزیز بابا صاحب
- عبد الرحمٰن صاحب
- شہاب الدین صاحب
- محمد شاہ صاحب
- عبد اللہ صاحب
- عبد السلام صاحب
- حیدر شاہ صاحب
- ملا جیون صاحب
- احمد شاہ صاحب
- احمد اللہ صاحب
- احسن اللہ صاحب
- پیر غلام مصطفیٰ صاحب
- رسول شاہ صاحب
- ابو عبید اللہ احمد صاحب
- غلام محی الدین صاحب
- غلام محمد صاحب
- مہدی شیخ صاحب
- حافظ علم الدین صاحب
- حافظ حامد شاہ صاحب

- عبداللہ شیخ صاحب
- امیرالدین مدرس صاحب
- عبدالکبیر صاحب
- حضور اللہ صاحب
- میاں نبی بخش صاحب
- نظام الدین امام مسجد صاحب
- حافظ کریم بخش صاحب

(مہر مجلس)

منعدم شد ظلمت بدعت زانوارِ محمد

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ علی محمد متوطن بمبئی حال وارد لدھیانہ مولانا مولوی محمد صاحب مفتی لدھیانہ کی خدمت بابرکت میں عرض پرداز ہے کہ جو مولوی عبدالعزیز صاحب عالم بے ریائے برسرِ وعظ میرے سوالات کے جوابات میں ارشاد فرمایا تھا بطور استفتاء تحریراً عنایت ہوا۔

سوالِ اول

سلطنت انگلشیہ جس میں ہم کو اپنے امور دینیہ پر عمل کرنے سے روک نہیں، بہتر ہے یا حکومت روس جو سخت متعصّب اور دشمن قدیمی سلطانِ روم کی ہے۔

جواب

اللهم أرنا الحق حقا والباطل باطلا

سلطنت انگلشیہ بہتر ہے کیونکہ سرکار دولت مدار مثل روس کے متعصّب نہیں اور سلطانِ روم (جو ایک بڑا بادشاہ ذی اقتدار اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حافظ بیت المقدس وکربلائے معلیٰ کا ہے) اور سرکار دولت مدار میں برخلاف روس کے اتحاد قائم چلا آتا ہے۔ اگر بالفرض والتقدیر سرکاری عمل داری مملکت روس وغیرہ سے بہتر نہ سمجھی جاوے تب بھی رعایا اہل اسلام کو شرعاً حرام ہے کہ سرکار کے برخلاف روس یا سلطان روم وغیرہ سے در پردہ رابطہ واتحاد پیدا کرے بلکہ جو مسلمان سرکاری عمل داری میں چند روز کے واسطے وارد ہو اس کو یہی مخالفت سرکار کی شرعاً حرام ہے۔

كما قال في الهداية: إذا دخل المسلم دار الحرب تاجرا فلا يحل له أن يتعرض لشيء من أموالهم ولا من دمائهم " لأنه ضمن أن لا يتعرض لهم بالاستئمان فالتعرض بعد ذلك يكون غدرا والغدر حرام(الهداية في شرح بداية المبتدي:

۲/ ۳۹۵)

یعنی جو سوداگری کے طور پر مسلمان حکومت کفار میں داخل ہو اس کو مخالفت کرنی شرعًا حرام ہے۔ پس جب تاجر کو جو عارضی طور پر واسطے چند روز کے رعایا میں داخل ہوا ہے مخالفت درست نہیں تو رعایا اصلی کو علم مخالفت کا بلند کرنا شرعًا کب درست ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے درباب حکومت سکھوں کے فتویٰ دیا ہے۔ وھو ھذا:

”مالِ سِکھاں وہنود بفریب ودغا گرفتن کسے را کہ در آں ملک سکونت دارد یا نوکر آنہاست درست نیست کہ نقص عہدیت۔“ انتہیٰ

واللہ أعلم وعلمه أتم

سوالِ دوم

ہنود کے ساتھ معاملات دنیاوی میں شریک ہونادرست ہے یانہیں؟

جواب

اللهم أرنا الحق حقا والباطل باطلا

معاملاتِ دنیاوی میں اہل اسلام کو یہود اور نصاریٰ اور ہنود وغیرہ سے شریک ہونا درست ہے۔

قال في الهداية: روي أنه عليه الصلاة والسلام اشترى من يهودي طعاما ورهنه به درعه (الهداية في شرح بداية المبتدي (٤/ ٤١٢)

یعنی حضرت ﷺ نے اپنی زرہ یہودی کے پاس گرو رکھ کر غلہ خریدا۔

قال الله تعالي: {وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا} [الإنسان: ٨]

مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ یہودی کا کام کرکے غلہ لائے۔ جب اس کو واسطے اپنے کھانے کے تیار کیا مسکین، یتیم، اسیر یکے بعد دیگرے سائل ہوکر لے گئے۔ تب آیت مذکورہ ان کی شان میں اتری۔

اور جب ملک خیبر فتح ہوا:

روي أن النبي عليه الصلاة والسلام عامل أهل خيبر على نصف ما يخرج من ثمر أو زرع (الهداية في شرح بداية المبتدي: ٤/ ٣٣٧)

یعنی معاملہ کیا رسول مقبول ﷺ نے ساتھ یہود خیبر کے اوپر

نصف پیداواری میوہ اور غلہ کے۔

قَالَ رسول الله صلي الله عليه وسلم: تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ كُلِّهَا (نصب الراية: ٢/ ٣٩٨)

فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے غریبوں کو خدا واسطے دیا کرو، ہندو ہوں یا مسلمان۔

اسی طرح بے شمار معاملات کا ذکر کتب دینیہ میں موجود ہے۔[1] کہاں تک لکھا جائے۔ حتیٰ کہ نکاح کرنا مسلمانوں کو ساتھ نصرانیہ اور یہودیہ عورت کے خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔

قال الله تعالي: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ [المائدة٥: ٥]

یعنی اہل کتاب کی بیٹی نیک چلن سے نکاح کرنا درست ہے اگرچہ وہ اپنے دین عیسائی یا موسائی پر قائم رہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ معاملہ کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار سے درست نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ

(۱) غرض شریعت میں رعایا کفار کو دینی اور دنیاوی معاملات میں سوائے سود کے آزادانہ طور پر عمل کرنے سے روک نہیں۔

أهل الذمة لا يلتزمون أحكامنا في الديانات وفيما يعتقدون خلافه في المعاملات وولاية الإلزام بالسيف وبالمحاجة وكل ذلك منقطع عنهم باعتبار عقد الذمة فإنا أمرنا بأن نتركهم وما يدينون فصاروا كأهل الحرب بخلاف الزنا لأنه حرام في الأديان كلها والربا مستثنى عن عقودهم. (الهداية في شرح بداية المبتدي ، ج١، ص ٢٠٨)

الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء٤: ١٤٤]

اے مسلمانو! نہ پکڑو کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے۔

توجواب اس کا یہ ہے کہ معاملاتِ دنیاوی کا منع ہونا اس آیت سے بالکل ثابت نہیں ہوتا اور نہ معاملات مذکورۃ الصدر خصوصًا نکاح کتابیہ سے جو مقتضی کمال یگانگت کا ہے، کیوں خدا تعالیٰ جائز اور حلال قرار دیتا۔ بلکہ مطلب اس آیت کا یوں سمجھنا چاہیے کہ کفار کے ساتھ ایسا علاقہ پیدا کرنا جس سے دین کو نقصان عائد ہو، درست نہیں۔ جیساکہ خدا جلّ جلالہ نے اس آیت کے بعد دوسری آیت میں فرمایا ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ﴾ [النساء٤: ١٤٠]

یعنی تحقیق اتارا اوپر تمھارے بیچ قرآن کے یہ کہ جب سنو تم کہ کفر کیا جاوے اور مسخری ہو ساتھ آیاتِ قرآنی کے، پس تم مت بیٹھو تم ساتھ ان کے یہاں تک کہ وہ گفتگو کریں کسی اور بات میں۔ پس تحقیق تم اس وقت مانند ان کے ہوگے۔

غرض جس مجلس میں دین اسلام کی اہانت کی جائے وہاں مسلمانوں کو ہرگز چپکے ہو کر بیٹھ رہنا درست نہیں۔ اسی طرح جو معاملہ دینی نقصان کو مستلزم ہو اس سے بھی کنارہ کشی کی جائے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے مسلمان عورت کا نکاح مرد یہودی یا نصرانی سے جائز نہیں فرمایا کیونکہ عورتیں بہ سبب ناقصاتِ عقل ہونے کے شوہروں کی محبت میں اپنے دین کو تباہ کر دینے میں دیر نہ کریں گی بخلاف مرد کے کہ وہ عورت کی محبت میں بہ سبب کامل العقل ہونے کے یکایک دین کو تباہ نہیں کرتا بلکہ زوجہ اپنی کو اپنی طرف متوجہ کر کے متدیّن بنالیتا ہے۔

خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ سوالات اور احسان کرنا ان کافروں سے منع ہے جو مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں اور جو کافر ایسے نہیں ان کے ساتھ ملاپ رکھنا درست ہے۔

قال الله تعالي: {لاَ ينهاكم الله عَنِ الذين لَمْ يقاتلوكم فِى الدين وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مّن دياركم أَن تَبَرُّوهُمْ} تكرموهم وتحسنوا إليهم قولاً وفعلاً {وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ} هو بدل من الذين قاتلوكم لا ينهاكم عن مبرة هؤلاء وإنما ينهاكم عن تولي هؤلاء {وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ} حيث وضعوا التولي غير موضعه.(مدارك التنزيل وحقائق التأويل: ٣/ ٤٦٩)

قال البيضاوي في تفسيره: قال ابن عباس: نزلت في خزاعة كانوا قد صالحوا النبي صلي الله عليه وسلم علي أن لا يقاتلوه ولا يعينوا عليه أحدا فرخص الله في برهم. انتهي

قال في تفسير النيسابوري: وكون المؤمن مواليا للكافر يحتمل وجوها منها المعاشرة الجميلة في الدنيا بحسب الظاهر وذلك غير ممنوع. ومنها المعونة والمظاهرة لقرابة أو صداقة قبل الإسلام أو غير ذلك وهو منهي عنه حذرا من أن يجره إلى استحسان طريقه والرضا بدينه. انتهي

ملخصا (غرائب القرآن ورغائب الفرقان: ۲/ ۱۳۹)

وفي تيسير البيان: ولما نزل لا تتخذوا ترك المؤمنون بر الكل والاقساط اليهم لان ذلك نوع موالاة فأشارعزوجل الى ان النهي بقدر العداوه فقال لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في العداوة اذا لم يقاتلوكم مستقرين في عداوة الدين و لم يفعلوا بكم مايقاربه إذ لم يخرجوكم من دياركم عن ان تبروهم اي تحملوا إليهم وتقسطوا اليهم أي تقضوا إليهم بالعدل فهذا القدر من الموالات غير منهي عنه في حقهم بل مامور به ان الله يحب المقسطين و انما نهي عن موالاتهم القلبية ثم قال انما ينهاكم الله عن الموالات من كل وجه في حق الذين بالغوا في عداوتكم من اجل الدين إذ قاتلوكم في الدين و اخرجوكم من دياركم ان قدروا بانفسهم وظاهروا على اخراجكم إن لم يقدروا أن تولوهم و لوبالبروالإقساط اليهم ومن يتولهم بوجه من الوجوه فاولئك وان كانوا بارين بمن اساء اليهم مقسطين إليهم هم الظالمون بوضع الموالات في موضع العداوة. انتهي بلفظه و الله اعلم وعلمه أتم

سوالِ سوم

ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان و غیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کی جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہوں یا خلافِ سرکار ہوں تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

جواب

جب معاملاتِ دنیاوی میں شریک ہونا ہنود سے بموجب آیات اور حدیث مذکورہ جواب دوم درست ہوا تو اس مجلس میں شریک ہونا کیوں کر منع ہو جیسا کہ بازار جانا جہاں اکثر دوکاندار اہل ہنود ہوں، واسطے کاروبارِ دنیا کے شرعاً منع نہیں ہے۔ اس طرح نیشنل کانگریس میں شریک ہونا مباح ہے۔ البتہ جس مجلس میں اہانت دین ہو، اس میں ہر گز اس وقت شامل نہ ہو۔

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ﴾ [الأنعام٦: ٦٨]

”اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ آیات ہماری کے پس منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوا اس کے۔“

یعنی کفار کی مجلس میں صرف وقت اہانت کرنے دین کے شامل ہونا منع ہے، باقی اوقات میں حرام نہیں۔ چوں کہ اصول اور قواعد کانگریس کے جہاں تک دیکھے گئے مضر اسلام اور موجب عدمِ ترقی اہل اسلام نہیں ہیں۔ پس اس میں شامل ہونا موجب آیات مذکورہ کے درست ہوا۔ پس جو فتویٰ نیچریوں نے یا ان کے چیلوں نے واسطے دھوکا دہی عوام کے اوپر منع ہونے اس

مجلس کے شائع کیے ہیں، باطل اور مردود ہیں۔ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا. واللہ اعلم وعلمہ اتم

سوال چہارم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سید احمد خان نیچری نے جو ایک جماعت (ایسوسی ایشن) قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ اگست ۱۸۸۸ء میں یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں، شامل ہیں۔ ہر شخص جو شامل ہووے پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جابجا ایسوسی ایشنیں "انجمن اسلامیہ" کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں۔ جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے خلاف معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعتیں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں یا نہیں؟

جواب

اللّٰھُم أرنا الحق حقاً والباطل باطلاً! اس شخص کی اعانت کرنی اور اس سے علاقہ اور رابطہ پیدا کرنا ہرگز درست نہیں۔ اصل میں یہ شخص شاگرد مولوی نذیر حسین وہابی بنگالی دہلوی غیر مقلد کا ہے اور بنیاد اس فرقہ کی محمد عبدالوہاب نجدی سے شروع ہوئی ہے۔ تخمیناً کچھ اوپر سو برس کا عرصہ ہوا کہ متبعین محمد عبدالوہاب نے سلطان سے باغی ہو کر مکہ معظمہ ومدینہ مطہرہ پر بھی قبضہ کر لیا اور اکثر علماءِ اسلام کو قتل کر ڈالا۔ آخر لشکر ظفر پیکرِ سلطانی نے ۱۲۳۶ ہجری میں فتح پا کر ان کے شہروں کو برباد اور تاراج کیا۔ یہ سب ردالمحتار معروف بشامی شرح در مختار میں مذکور ہے۔ اب تک یہ حال ہے کہ جس شخص میں کوئی علامت وہابیت کی حکامِ حرمین شریفین

پاتے ہیں فوراً اس کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ مولوی نذیر حسین مذکور جب حج کو گئے، اسی وجہ سے حکامِ حرمین نے ان کو قید کر دیا۔ (۱) آخرش بہزار سفارش و منّت تائب ہو کر رہا ہوئے۔ چونکہ اس ملک کے وہابی یعنی جو غیر مقلد اور کبھی موحّد اور گاہے محمدی اور اہل حدیث کے نام سے اپنے آپ کو نامزد کرتے ہیں، مولوی نذیر حسین کے مقلد اور تابعدار ہیں۔ پس ان کو نیچری کی جو ہم سبق ان کا ہے، ضرور بالضرور مدد کرنی پڑی۔

اور عقائد اس کے بالکل شریعت کے برخلاف ہیں۔ اس نے اپنی تفسیر میں روزہ، رمضان، حج بیت اللہ کی فرضیت سے انکار ظاہر کیا اور وجودِ ملائکہ خصوصاً صاحب وحی جبرئیلؑ جن کے ذریعہ سے کل کتب سماویہ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں، نہیں مانتا اور دوزخ بہشت کا صاف منکر ہے۔ قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھنے کو بت پرستی کہتا ہے اور سود کا لینا دینا درست جانتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل **"جواہر مضیہ فی رد نیچریہ"** مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ ۱۳۰۴ ہجری میں جس پر علماءِ لاہور وغیرہ کی مواہیر ثبت ہیں، موجود ہے۔

اور نیز یہ شخص معجزاتِ انبیاء علیہم السلام اور کراماتِ اولیاءِ عظام کا سخت منکر ہے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی طرح بیٹا یوسف نجار کا معاذ اللہ بتاتا ہے۔ حالانکہ خدا جلّ جلالہٗ نے مدلل طور پر پایۂ ثبوت پر پہنچا دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بلا باپ پیدا کیا ہے۔

قال الله تعالي: {إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ} [آل عمران: ٥٩]

یعنی تحقیق مثال عیسیٰ کے نزدیک خدا کی مانند مثال آدم کی ہے۔ پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو! پس ہو گیا۔

---

(۱) اسی واسطے غیر مقلد خصوصاً محمد حسین لاہوری حرمین شریفین کے لوگوں کی مذمت اور اہانت کرتا ہے۔ خدا ان کو ہدایت عطا کرے۔

فائدہ

نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ نہیں خدا کا بیٹا ہے۔ آخر کہنے لگے کہ اگر وہ خدا کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کہ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ آدم علیہ السلام کا نہ ماں نہ باپ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں تو کیا عجب ہے! غرض یہ شخص بسبب تکذیب آیاتِ قرآنی کے مرتد ہوکر ملعون ابدی ہوا۔

قال الله تعالي: { كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (٨٦) أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (٨٧) خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ } [آل عمران: ٨٦ - ٨٨]

یعنی کیونکر ہدایت کرے خدا اس قوم کو کہ کافر ہوئے پیچھے ایمان لانے کے اور گواہی دی یہ کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سچ ہے اور آئیں ان کی پاس دلیلیں اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو۔ یہ لوگ سزا ان کی یہ ہے کہ اوپر ان کے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی، سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے۔ نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب اور نہ ڈھیل دیے جاویں گے۔

اب بنظرِ انصاف خیال کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ ابدالآباد ملعون قرار دے تو اس سے خط وکتابت تعظیمانہ الفاظ سے اور اس کو امورِ دنیاوی میں پیشوا قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ دیکھو ہنود، یہود، نصرانی، مجوس وغیرہ کافروں کا نکاح آپس میں موجب دین ان کے جو درست ہے، شرعًا بھی اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔

قال في الهداية: إذا تزوج الكافر بغير شهود وذلك في

دينهم جائز ثم أسلما أقِرّا عليه. انتهي

لیکن جو شخص مثل نیچریوں کے اپنے دین سے مرتد ہو جائے۔ تو اس کا کسی عورت مسلمہ کافرہ مرتدہ سے نکاح درست نہیں۔ پس اولاد ان کی ہرگز ثابت نسب نہ ہوگی۔

قال في الهداية: لا يجوز أن يتزوج المرتد مسلمة ولا كافرة ومرتدة وكذا لا يتزوج المرتدةَ مسلمٌ ولا كافر. انتهي ملخصًا

"یعنی مرتد مرد کا کسی عورت سے اور مرتدہ عورت کا کسی مرد سے شرعًا نکاح درست نہیں۔"

غرض بلا قبولِ اسلام مرتد اسلامی عمل داری میں بود و باش نہیں کر سکتا۔ بخلاف کافر کے۔

قال في الهداية: توضع الجزية على أهل الكتاب وعبدة الأوثان ولا توضع على المرتدين، لا يقبل منهم إلّا الإسلام. انتهي

یعنی اہل کتاب اور ہنود وغیرہ جزیہ قبول کرکے بلا قبولِ اسلام رعایا ہو کر اسلامی عمل داریوں میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن مرتد جزیہ قبول کرکے بلا قبولِ اسلام رعیت ہو کر نہیں رہ سکتا۔ مفسدہ پردازی دین اسلام میں قتل سے بڑھ کر ہے۔

قال الله تعالي: {وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ} [البقرة: ١٩١]

اگر کسی کو دوسرے کے خیالات کی نسبت کچھ کلام ہو، تقریرًا یا تحریرًا تسلی حاصل ہو سکتی ہے۔ یا حکام کے ذریعہ سے اپنی داد رسی چاہے، لیکن صرف سینہ زوری اور فتنہ پردازی پر قائم ہو کر امن خلائق میں خلل انداز ہونا شرعًا اور قانونًا سخت منع ہے۔

خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ نیچریوں کی جماعت میں داخل ہونا اور ان کی مدد کرنی اور ان کی شاخیں شہر بہ شہر قائم کرنی اور فساد برپا کرکے لوگوں کو دھمکا کر نیچری بنانا اور نیچری کو اپنا مقتداء دینی یا دنیاوی امور میں ٹھہرانا ہرگز ہرگز درست نہیں۔ جو فتویٰ نیچریوں نے علماء کو دھوکا

دے کر یا خود تیار کر کے نیشنل کانگریس کا حرام یا کفر ہونا ان سے ثابت کرتے ہیں، انہیں پر عائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ نیچریوں کی ایسوسی ایشن میں بڑے بڑے متعصّب ہندو مثل راجہ بنارس جو کمال دشمن اہل اسلام کا ہے، داخل ہیں۔ پس اگر نیشنل کانگریس بسبب شمولیت ہنود کے بالفرض ممنوع قرار دی جائے تو جماعت نیچری کی جو ہنود متعصبین اور مرتدین وغیرہ سے فراہم کی جاتی ہے، بطریق اولیٰ مآلِ کار اور انجام اس کا مضر اسلام سمجھ کر کفر قرار دینا بحکم "المرء يؤخذ بإقراره" ان کو پڑا۔ پس اے بھائیو! دیدہ دانستہ اپنے آپ کو قعرِ ضلالت میں نہ ڈالو اور اپنے اسلام کو ہاتھ سے نہ دو۔

قال الله تعالیٰ: {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ۲]

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: مدد کرو اوپر نیکی اور پرہیز گاری کے اور نہ مدد کرو اوپر گناہ اور ظلم کے۔

وما علينا إلا البلاغ

آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد صلي الله عليه وسلم وأصحابه واتباعه اجمعين.

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودھیانوی

تصدیقات

یہ خلاصہ اس تقریر کا ہے جو میں نے روز جمعہ روبرو تخمیناً ایک ہزار آدمی جن میں وکلاء ضلع بھی موجود تھے، (سائل) علی متوطن بمبئی کے سوالات کے جواب میں بیان کیا تھا۔ مولوی محمد صاحب اخویم مفتیِ لدھیانہ نے میری تقریر کو لباسِ فاخرانہ پہنا کر یہ استفتاء تحریر فرمایا۔

جزاه الله عني وعن سائر المسلمين خير الجزاء في دار

الفناء والبقاء وهو خير المحسنين. صلي الله على خير خلقه محمد ﷺ وأصحابه أجمعين.

عبدالعزیز عفی عنہ لودھیانوی

کل اجوبہ صحیح طور پر اُخوَي (میرے چھوٹے بھائی) صاحب مدظلہ نے تحریر فرمادیں۔

اور تحریراتِ سید احمد خان سے صاف ظاہر ہے کہ منکر کتب سماویہ کا صریح طور پر ہے۔ اس کے کافر و مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

قال الله تعالي: {إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا} [النساء: ۱۳۷]

نیچری اور ہم عقیدہ اس کا دونوں کافر اور مرتد ہیں اور ان کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

قال الله تعالي: {وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ} [المائدة: ٥]

جمیع انجمن ہائے اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس نیچری کے کلمات اور اخبارات کا معاملات دینی و دنیاوی میں ہرگز اعتبار نہ کریں۔

قال الله تعالي: {وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} [النساء: ۱٤۱]

در مختار میں لکھا ہے (کہ جس کا فتویٰ ملک عرب و عجم خصوصاً حرمین شرفین میں جاری ہے):

ويبطل من المرتدّ اتفاقا ما يعتمد الملة وهي خمس: النكاح والذبيحة والصيد والشهادة والارث. (الدر المختار: ص۳٤۸)

اس مسکین کے خیال میں ایک اور امر ضروری ہے۔ اگرچہ متعلق فتویٰ کے نہیں ہے۔

وہ یہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے سرکار دولت مدار ہمارے دینی امور میں حارج نہیں، اس امر کا شکریہ ادا کر کے حاکم وقت سے اس امر کی التجا کرنی چاہیے کہ ایک ایک قاضی و مفتی شہروں میں اور ایک ایک نائب ان کا قصبات میں مقرر کیے جاویں اور جمیع مقدماتِ دیوانی اہل اسلام کے سپرد ان کے کیے جاویں۔ امید قوی کرتا ہوں کہ اراکین نیشنل کانگرس بھی اس امر پر اتفاق کریں گے، کیونکہ ان کو فوائد عام خلائق کے مدِّ نظر ہیں اور قانون مجریہ حال کے یہ امر مخالف نہیں۔

صلي الله على خير خلقه محمد ﷺ واله وأصحابه اجمعين

الراقم عبداللہ لودھیانوی عفی عنہ

اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شراء اور تجارت میں کرلیویں، اس طرح کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شروع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔ مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہیے۔ اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیر خواہ ہو مگر اس کی شرکت مآلِ کار اسلام و مسلمان کو سم قاتل ہے۔ ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کرلینا۔

اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلافِ شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلّت یا اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اسی طرح پر ہے اور بس۔ فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نیچری لوگ شریعت کی رو سے مرتد ہیں۔ معاملہ دنیاوی ان کے ساتھ کرنا شرعًا مسلمانوں کو حرام ہے۔ مدد کرنی ان کی کسی امر میں ہرگز جائز نہیں بلکہ مددگار ان کا بھی ان میں شرعًا گنا جاتا ہے۔

قال الله تعالي: {وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ} [المائدة: ٥١]

''یعنی جو کوئی محبت کرے گا تم میں سے ساتھ ان کے، پس تحقیق وہ انہیں میں سے ہے۔''

اور ہنود سے معاملہ دنیاوی کرنا بشرط حفاظت دین اپنے کے منع نہیں۔ فقط

اسماعیل عفی عنہ لودھیانوی

لا شكّ في صحة الأجوبة

عبدالواحد لودھیانوی

یہ سب تحریر میری نظر سے گذری۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ نیچریوں سے ارتباط واختلاط موجب مضرّتِ دین ہے اور ہنود سے معاملہ بیع و شراء یا اور معاملہ دنیا کا رکھنا بشرط عدمِ نقصانِ دین موافق جواب مذکور کے جائز ہے۔ فقط

ناصر الاسلام محمد شفیع رامپوری

یہ تمام تحریر جناب مولوی صاحبان کی بموجب شریعت احمدیؐ نہایت مدلل ہے۔

نظام الدین عفی عنہ لودھیانوی

حسب الفہم جوابات کو دریافت کیا۔ بہت صحیح اور عمدہ موافق قرآن اور حدیث کے پائے۔

بندہ رکن الدین عفی عنہ سکنہ لدھیانہ

کل اجوبہ کو بخوبی نظر غور سے دیکھا، صحیح پایا۔

بندہ محمد اسحاق لودھیانوی

مواہیر انبالہ

الجواب صحیح

عبدالقادر عفی عنہ

جو جواب سوالات مذکورہ کے دیے گئے ہیں صحیح اور درست ہیں۔

بندہ توکل شاہ

جوابات مذکورہ صحیح ہین۔کچھ شک و شبہ نہیں۔

بندہ عبدالرحیم خان امام مسجد میاں توکل شاہ

ہنود کا شمول معاملات میں بشرطِ عدمِ نقصانِ دین و ترقی مخالفین دین جائز ہے۔

بندہ ظہور الدین

(مدرس گورنمنٹ سکول شاگرد جناب مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری)

سہارنپور

ہنود کے ساتھ جب تک کہ ہمارے مذہب کے کوئی امر خلاف نہ ہو معاملہ کرنا درست ہے۔ احادیث اور آثارِ صحابہ سے یہ امر ثابت ہے اور جو فرقہ جدید کہ اس زمانے میں نکلا ہے جن کو نیچریہ کہرتے ہیں ان کے ساتھ تعامل کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ

پیر محمد سہارنپوری عفی عنہ

معاملہ اہل ہنود سے بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے اور اہل علم پر واضح ہے کہ جو شخص نصوصِ قرآنی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور سید احمد خان کا حال

ظاہر ہے کہ اس نے کس قدر قواعد اسلام کو اپنے خیال باطل سے خراب کیا ہے۔ مبلغ علم اس کا یہاں تک پہنچا ہے کہ قرآن مجید میں بھی اصلاح دیتا ہے۔ لہٰذا ایسے شخص سے ہرگز معاملہ اور تعلق محبت نہ چاہیے۔ وہ عوام میں عالم ہے اہل علم کے نزدیک نادان محض ہے۔

احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور

الجواب صحیح

ثابت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ خان پور

بیشک فرقہ نیچریہ مصداق اس حدیث شریف کے ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ (صحيح مسلم: ١/ ١٢)

”فرمایا رسول مقبول ﷺ نے: پیدا ہوں گے آخر زمانہ میں دجال اور کذاب کہ تم کو جھوٹی احادیث اور احکامِ فاسدہ اور عقائد باطلہ سناویں گے کہ جن کو نہ تم نے کبھی اور نہ تمھارے سلف صالحین نے سنا ہو۔ پس پرہیز کرنا تم ان سے تاکہ نہ گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں ڈالیں تم کو۔“

پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ اس فرقہ والوں کے ساتھ دوستی اور ارتباط اور اختلاط اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے سے بہت پرہیز کریں ورنہ بموجب مضمون اس حدیث شریف کے گناہ کبیرہ میں مبتلا اور دین کے خراب کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ
(شعب الإيمان: ۱۲/ ۵۷)

حررہ ابوالحسن عفی عنہ مہتمم جامع مسجد سہارنپور

جو شخص کہ اصولِ شرائع و نصوصِ قطعیہ کا منکر ہو اس کے کفر میں شک نہیں۔ کما ورد في حديث ما آمن بالقرآن من استحل محارمه. رواه الترمذي

اور اختلاط ان مجالس کا کہ جن میں دین کا ہرج ہو ممنوع ہے۔
لقوله عز وجل: {وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ۲]

محمد امیر باز خان امام جامع مسجد سہارنپور

قاضی فضل الرحمٰن شہر سہارنپور

بشرطِ عدمِ نقصانِ دین معاملہ اہل ہنود سے جائز ہے اور علیٰ ہذا القیاس کانگریس میں کوئی امر مخالف دین واسلام نہ ہو تو شریک ہونا جائز ورنہ معصیت سے خالی نہیں ہے اور نیچری لوگ بیشک بد خواہ اسلام ہیں۔ ان سے اجتناب اور پرہیز کرنا ضروری ہے ورنہ انجام کار ایسے شخصوں کی محبت کا مضرِ دین محمدیؐ ہے۔ بحسب حدیث:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ

عمر دراز عفی عنہ مدرس مدرسہ دار العلوم شہر سہارنپور

معاملت اہل ہنود سے اور کانگریس والوں سے بشرطِ عدمِ نقصانِ دین کے درست اور جائز ہے اور جو شخص منکر کسی آیت قرآنی کا ہے جیسے نیچری لوگ ملائکہ اور حوروں اور آسمان اور دیگر اشیاء کے منکر ہیں تو ان لوگوں کو

علماء دین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

قمرالدین عفی عنہ امام مسجد سہارنپور و مدرس مدرسہ اسلامیہ

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

ہنود اور مسلمان اگر کسی امر دنیاوی میں بشرط نہ واقع ہونے خلاف شرع کی شراکت اور باہمی معاملہ اختیار کریں تو مباح ہے۔ چنانچہ سلف سے اب تک اس قسم کا معاملہ باہمی چلا آیا ہے مگر فرقہ نیچریہ سے جس کے عقائد باطلہ حسب ذیل مشہور ہیں، اختلاط نہ چاہیے۔

"مثلاً وجود آسمان اور ملائکہ اور شیطان اور جنت ونار کا انکار ہے اور کہتے ہیں کہ اکثر عالموں نے قرآن شریف کے اندر غلط فہمی کی ہے اور کتب احادیث میں کوئی حدیث قابل یقین کے نہیں۔ سیر کی کتابیں مثل قصہ الف لیلہ کے ہیں۔ معراج ایک خواب ہے۔"

دیکھو چار رکن اسلام کے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو یہ فرقہ ضالہ لائق اعتبار نہیں سمجھتا حالانکہ ان ارکان کی فرضیت اور قطعیت سے تمام قرآن مجید اور کتب احادیث مملو اور پُر ہیں اور ہر ایک خاص وعام کو اظہر من الشمس ہے۔ لہٰذا اس فرقہ محدثہ سے پرہیز کرنا اور ان کی مجالس ضالہ میں شریک نہ ہونا ہر ایک مسلمان پر فرض اور واجب عین ہے کیونکہ لفظ نیچر کے معنی خواہش قلبی اور خود طلبی کے ہیں یعنی جس چیز پر جی جھکے اس کے کرنے میں نہ رکے۔ مرغوب حلال جانے گو حرام ہو۔ اس لیے جو جی چاہتا ہے وہ کرتے ہیں۔ مشروع کا ان کو خیال نہیں۔ غیر مشروع سے ان کو کچھ باک

نہیں۔ صرف مطلب براری سے کام ہے اور جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے خواہ وہ سید ہو، خواہ شیخ یا مغل یا پٹھان بیشک وہ کافر مطلق ہے۔ و اللہ تعالي أعلم وعلمه وحكمته أحكم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ

عنایت الٰہی سہارنپوری عفی اللہ الجلی والخفی مدرس مدرسہ شہر سہارنپور

تصدیقات علماء دیوبند

ہنود سے معاملہ کرنے میں حکم شرعی یہ ہے کہ بشرطِ عدمِ مخالفت و مضرتِ دینی جائز ہے۔ علیٰ ہذا القیاس فرقہ نیچریہ کے بارے میں جو کہ منکر نصوصِ قرآنی واحادیث نبوی واجماع امت ہے، جو کچھ علماء معتبرین نے ارشاد فرمایا ہے وہ امرِ حق موافق کتاب و سنت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمود حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند

هذه الأجوبة صحيحة بلا شك وريب

محمد حسن عفی اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند

الأجوبة المذكورة صحيحة

عبداللہ خان مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند

معاملات خلاف امر مذہب میں کفار سے معاملہ کرنا برا نہیں۔ نیچریوں سے اختلاط بہ نسبت کفار زیادہ مضر ہے کیونکہ کفار کو تعصب نہیں ہے اور یہ فرقہ بہ سبب تعصب زیادہ تخریب کرتا ہے۔ ان کے اختلاط سے اجتناب چاہیے۔

محمد منفعت علی مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند

واقعی ہنود سے معاملہ کرنا بشرطِ عدمِ مضرتِ دین جائز اور درست ہے مگر اس فرقہ نیچری جو کہ اپنے آپ کو تابع سید احمد خان بتلاتے ہیں ہرگز ہرگز کوئی معاملہ ان سے جائز نہیں بوجہ دعویٰ اسلام ان کے دھوکا میں کوئی مسلمان ہرگز نہ آوے۔ سید احمد خان کے کفر کی بابت علماء گزشتہ نے پہلے بھی تحریر فرمایا ہے اور اب بھی جو کچھ علماء نے تحریر فرمایا موافق قواعد شرع درست ہے۔ لاریب یہ شخص کافر ہے، اس کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

بندہ احمد حسن ولد فضل عظیم خطیب دیوبند

معاملہ کرنا ہنود سے بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے اور اختلاط وارتباط فرقہ نیچریوں سے ممنوع ہے اس لیے کہ یہ مخرب دین ہیں اور علماء نے اس فرقہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے صحیح اور درست ہے۔

محمد مراد عفی اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ مظفر نگر

مواہیر دہلی

للہ در من أجاب بغاية التوضيح

فقیر محمد حسین واعظ دہلی

الجواب صحيح

شاہ عالم

الجوابات المذكورة صحيحة

محمد قاسم

الأجوبة كلها صحيحة

امام الدین

نیشنل کانگریس میں شریک ہونا بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے۔

حافظ عبداللہ ولد مولوی نور محمد

مواہیر پاک پتن و گرد و نواح آں

المجيب مصيب

حررہ خادم الطلباء محمد سرفراز **حررہ خادم الفقراء غلام قادر**

خاکسار فقیر شاہ سوار چشتی **خادم الفقراء والعلماء فقیر محمد عظیم**

جو کچھ اس میں مذکور ہے سب حق ہے۔

عبدالحکیم

ما أجاب به المجيب أعني الفاضل العلام مقبول الخواص والعوام مولانا وبالفضل اولنا مولوى محمد سلمه الله الصمد فهو بالقبول أليق

الراقم محمد اسماعیل ساکن جوڑا کلاں متّصل قصور

فیروز پور و نواحِ او

اس میں کچھ شک نہیں کہ نیچریوں کے ساتھ ارتباط پیدا کرنا سم قاتل ہے۔

خادم العلماء عبدالکریم

فقیر جمال الدین عفی عنہ سکنہ چھاؤنی فیروز پور

خادم العلماء فقیر جمال الدین سکنہ موضع امیر

جوابات ان سوالات کے نہایت صحیح ہیں۔

ظہور اللہ

خادم العلماء والفقراء راجی الی رحمۃ اللہ ہدایت اللہ

جوابات صحیح ہیں۔

فقیر سراج الدین

اجوبہ صحیح ہیں۔ سید احمد کو مقدمہ دجال تصور کرنا چاہیے اور ایسے مردود سے احتراز لازم ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحيح والمجيب مصيب

احقر العباد عبد الرحیم

لله در المجيب وهو عند الله مصيب

حررہ ابو النجیب محمد صدیق

الجواب صحيح

غلام محی الدین

مہر مدینہ منورہ

الأجوبة كلها صحيحة والذي يقول: عيسي هو ابن يوسف النجار فهو مرتد. قال في الأشباه: المرتد أقبح كفرا

من الكافر الأصلي لأنه شاهد محاسن الإسلام. انتهي

أنا الأقل الحاج علي بن الحاج يوسف

خادم روضة النبي صلي الله عليه وسلم

مہر بغداد شریف

قال أبو عبد الله البلخي لا تقبل توبة المرتد الذي ارتد مرارا. انتهي ما في الحموي ملخصا

أنا الأقل طاهر آفندي البغدادي

خادم روضة عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه

سوال

باسمه سبحانه

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ مولوی عبد العزیز صاحب نے ایک شخص کے جواب میں یوں فرمایا کہ ہنود سے معاملہ کرنا بشرطِ نقصانِ دین جائز ہے اور جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے منافع سکنائے ہند کے قائم ہوئی ہے۔ بشرط عدمِ نقصانِ دین اس میں شامل ہونا درست ہے اور نیچر کی جماعت میں جو نیچریوں اور ہندوؤں سے سید احمد نے جمع کی ہے، اس میں شامل ہونا ہرگز درست نہیں۔ کیوں کہ یہ شخص مرتد ہے۔ اس سے تعلق رکھنا اور اس کی تعظیم کرنی ہر گز درست نہیں۔ کیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا شرعًا درست ہے یانہیں؟ غیر مقلدین اور بعض شاگردوں مولوی صاحب موصوف کے سبب کینہ دیرینہ اس جواب کو کفر قرار دیتے ہیں حق پر ہیں یانہیں؟

جواب

اللهم أرنا الحق حقا والباطل باطلا

جواب مولوی صاحب کے مطابق شرع کے ہیں۔ مخالفین کا قول بالکل مردود ہے۔ کیوں کہ معاملہ کرنا کفار سے شرعًا درست ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے نکاح کتابی کا جو مقتضی کمال یگانگت کو ہے، جائز قرار دیا ہے۔

قال الله تعالى: والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب

اور جوابات منع سوالات و مبرات کفار میں وارد ہیں۔ وہ اپنے ظاہر اور متبادر پر محمول نہیں۔

قال الله تعالى: (لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجو كم من ديار كم ان تبروهم) تكرموهم وتحسنوا إليهم قولا وفعلا (وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين. إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم) هوبدل من الذين قاتلوكم والمعنى لا ينهاكم عن مضرة هولاء وانما ينهاكم عن قول هولاء (ومن يتولهم منكم فأولئك هم الظالمون) حيث وضعوا التولى غير موضعه. انتهى ما في المدارك

البتہ نیچری کی جماعت میں ملنا درست نہیں کیونکہ وہ خدا کے نزدیک ملعون ابدی ہے۔

قال الله تعالى: أولئك جزاؤهم أنّ عليهم لعنة الله والملائكة والناس أجمعين خالدين فيها.

پس بموجب اس آیت کے اس سے رابطہ پیدا کرنا اور اس کی مدد کرنی اور اس کو تعظیمانہ

الفاظ سے خط لکھنا شرعًا کب درست ہے۔ بس غیر مقلد وغیرہ جو اس جواب کو غلط یا کفر قرار دیتے ہیں سخت بے دین اور زندیق ہیں۔ واللہ یهدي من يشاء وهو على كل شئ قدير.

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودھیانوی

تصدیقات

اگر ہندو مسلمان مل کر معاملہ کریں بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے لیکن سید احمد سے تعلق رکھنا اگرچہ خیر خواہ ہونا اس کا متحقق ہو جائے درست نہیں۔

انتهي ملخصا ما كتبه

مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی ۲۶ محرم ۱۳۰۶ھ

الجواب صحيح

محمد عبدالحق مصنف تفسیر حقانی

إن كان كذا فهكذا

حررہ محمد ادریس واعظ خلف مولوی محمد عبدالرب واعظ

الجواب صحيح

ابوالمنصور امام فن مناظرہ

الجواب صحيح

مولانا نصرت علی

یہ جواب نہایت صحیح اور حق ہے۔

فقیر محمد علاء الدین عفی عنہ جلال آبادی

اگر ہندو مسلمان مل کر معاملہ کریں بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے

مگر سید احمد سے تعلق رکھنا اگر واقع میں یہ شخص خیر خواہ اسلام ہے تب بھی اس سے ملنا نہ چاہیے۔ واقعی یہ شخص ملحد ہے اور علمائے دین پہلے ہی اس کی تکفیر کر چکے ہیں اور اب بھی جو کچھ کہ علمائے دین نے اس کی نسبت لکھا ہے سب صحیح اور درست ہے۔

حررہ محمد امیر الدین واعظ جامع مسجد دہلی

بلا شبہ معاملہ ہنود سے موافق شرع شریف کے کرنا درست ہے اور نیچریوں سے اجتناب لازم ہے۔ یہ ضال اور مضل ہیں اور وہ ضال نیچری شب و روز اہل اسلام کے اغوا کی فکر میں رہتے ہیں۔ فقط

حررہ بندہ قادر علی مدرس مدرسہ اسلامیہ حسین بخش

الجواب صحیح

محمد مصطفیٰ عفی عنہ

هذا الجواب صحيح لا شك فيه

محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ حسین بخش

جواب صحیح ہے۔

حافظ شمس الدین

الجواب صحیح

سید مخلص الرحمٰن

الجواب صحیح

عبد الحکیم

الجواب صحیح

خیر محمد

الجواب صحیح

حکیم اللہ عفی عنہ

الجواب صحیح

عبدالرحیم عفی عنہ

واقعی معاملہ کرنا ہندوؤں سے بشرطِ عدمِ نقصانِ دین جائز ہے مگر معاملہ کرنا سید احمد سے ہرگز جائز نہیں۔ یہ فرقہ نیچریہ ضالہ مخرب دین ہے۔ اس کے مفاسد بے شمار ہیں۔ اس فرقہ سے علیحدہ رہنا بہت ضروری ہے ورنہ باعث تباہی دین کا ہوگا۔ واللہ اعلم

حررہ محمد کرامت اللہ

مدرس مدرسہ اسلامیہ صدر بازار باڑہ ہندوراؤ مسجد کلاں

الجواب صحیح

عزل الدین

بیشک معاملہ کرنا ہنود سے جب تک ہمارے دین کی خرابی نہ ہو جائز ہے اور نیچریوں سے اتنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ یہ دین کو بہت خراب کرتے ہیں۔

حررہ نور الہدیٰ

بیشک ہنود سے معاملات جو مخالف شرع نہیں ہیں کرنا درست ہے اور احتراز موجبات اختلاط نیچریوں سے مناسب و سزاوار ہے۔

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ مولوی عبدالرب

الجواب صحیح

محمد محی الدین

الجواب صحیح

غلام محمد عفی عنہ

ھذا الجواب صحیح

سید محمود دہلوی

الجواب صحیح

عبدالغفور دہلوی

ھذا الجواب صحیح

محمد احمد یار دہلوی

الجواب صحیح

امام الدین

مطابق حدیث "البغض للہ والحب للہ" کے سب احناف پر واضح ہو کہ دو فرقہ یعنی نیچری و غیر مقلدین سے بالکل خلط اخلاط اپنا اٹھادیں اس لیے کہ یہ اہل ہوئ سے ہیں۔ پس معاملہ دین میں ان سے نفرت واجب ہے ورنہ نقصانِ دین ہے اور معاملہ دنیا میں ان کی احتراز ہوگی اور احتراز ممنوع ہے دربارہ اہل ہویٰ کے۔ پس جواب مجیب کا باصواب ہے۔

حررہ فقیر محمد اسماعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ فتح پوری دہلی

الجواب صحیح

محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح

حافظ رحیم بخش مدرس فتح پوری

الجواب صحیح

محمد عزیز الحسن عفی عنہ

یہ جواب صحیح اور حق ہے۔

عبداللہ دہلوی عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد ابراہیم دہلوی

المجیب مصیب

حافظ ابراہیم

یہ نیچری لوگ مرتد ہیں۔ معاملہ دنیاوی ان کے ساتھ کرنا شرعًا ممنوع ہے۔

اسماعیل عفی عنہ

مواہیر علماء رام پور ریاست نواب صاحب

لا شك في صحة الجواب

عبدالواحد

الجواب مطابق بحکم الکتاب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارشاد حسین

بلا شبہ ہنود و کفار سے کسی امر دنیوی میں مشارکت چنداں مضر نہیں

اور نچریون اور غیر مقلدوں لامذہبوں سے معاملہ رکھنا خصوصًا عوام

بے علموں کے لیے زہر ہلاہل ہے اور شرعاً ممنوع ہے۔

العبد الضعیف محمد عبداللہ عفی عنہ

لا ريب فيه

محمد عبدالغفار خان

الجواب صواب

حامد حسین

الجواب صحيح

محمد ریاست علی خان

الجواب صحيح

گوہر علی عفی عنہ **قاری عبدالعلی امرتسری**

أجاب المجيب في جوابه وأجاد. أوصله الله تعالي غاية المراد

وأنا المفتقر إلى الله الغني **غلام رسول حنفی**

لله در المجيب

احقر العباد حافظ غلام محمد عفی عنہ از مقام رتڑ چھتڑ

ما أجاب به المجيب مصيب حق والحق بالاتباع أحق

فقیر غلام مصطفیٰ

ذلك الكتاب لا ريب فيه

حررہ فقیر حقیر **سید محمد شمس محی الدین قادری بٹالوی**

المعروف صاحبزادہ حال وارد امرتسر

ذلك الكتاب لا ريب فيه

حررہ محمد فیروز الدین الحنفی مذہباً والگجراتی وطناً

ایمان بضروریاتِ اسلام باعث اطلاق لفظ اسلام است ہر گاہ بعد اِقرار احدے انکار کرد ارتدادِ او صریح است

نور الدین از جموں

بندہ عبد الرحمٰن ملتانی عفی عنہ

بندہ عبد العلیم ملتانی

المجيب مصيب في هذه المسألة

فقیر نظام الدین ملتانی عفی عنہ

الجواب حق

فقیر غلام محمد سکنہ شیخ عمر حال وارد کوئے شریف ضلع ملتان

الجواب حق

حافظ نور محمد

الجواب صواب

غلام صدیق کوٹھوی

الجواب حق يجب الاحتراز من الفرقة النيچرية

جمال الدین کوٹھوی

الجواب صواب

محمد ولد میاں صاحب

غلام سرور کوٹھوی

مواہیر علمائے تونسہ مقدسہ معروف بہ سنگھڑ شریف

(کہ بحکم حضرت شاہ اللہ بخش خلف حضرت خواجہ شاہ سلیمان صاحب مرحوم ثبت شدہ اند)

کسے کہ بعد الایمان انکارِ معجزات باہرہ ضروریاتِ ظاہرہ کند ایں چنیں کس بے شک و شبہ کافر و مرتد است رابطہ واتحاد و ہم نشینی با او ہرگز جائز نیست

فقیر خدا بخش سکنہ تونسہ مقدسہ مدرس و مفتی حضرت صاحب

فقیر علی گوہر سکنہ تونسہ مقدسہ

فقیر یار محمد سکنہ تونسہ مقدسہ شریف

فقیر نور محمد سکنہ تونسہ مقدسہ شریف

فقیر غلام محی الدین ساکن مکھڈ شریف حال وارد تونسہ

یہ جوابات اس فقیر کی نظر سے گزرے تو درست اور صحیح پائے۔

کریم بخش فتح آبادی حصاری

مواہیر ضلع جالندھر

الجواب صحيح شرعي ليس فيه شائبة شك

مسکین نجم الدین

لقد أصاب من أجاب

خادم العلماء فقیر عزیز بخش

اگر معاملہ ہنود بلا شرکت فی المنہیات حسب مقتضائے مصلحت ہو تو البتہ جائز ہے مگر تعلق خاص پیدا کرنا ساتھ منکرین ضروریاتِ دین متین بوجہ من الوجوہ جائز نہیں۔ هكذا فهم من عامة كتب الدين

مسکین سید رکن الدین عفی عنہ

ہنود سے معاملہ دنیاوی امور میں بشرطِ عدمِ نقصانِ دین کے بلاشک جائز ہے۔

فقیر غلام احمد مدرس نکودر رئیس لاہور

الجواب صحیح والمجیب نجیح

محمد عبدالکریم

فقیر نور محمد سنکووالی

فقیر امانت علی نکودری

مسکین غلام مصطفیٰ عفی عنہ

نوشتہ بالا درست ہے۔

عبداللہ خیرپوری

هذه المسائل صحيحة

الراقم الأثیم فتح محمد

هذه المسائل معتبرة

عبدالرحمٰن

هذا الجواب صحيح

نور علی　　مسکین شاہ دین مدرس شاہ کوٹ

قد أصاب من أجاب

محمد اشرف علی سلطان پوری

هذه المسائل صحيحة

فقیر امام الدین کپورتھلی

الجواب صحیح

محبوب عالم ہوشیار پوری

الجواب صحیح

فتح الدین ہوشیار پوری

”جس امر کے شمول میں اہل ہنود سے کوئی مضرت دینی و دنیاوی نہ ہو، شرعًا کوئی قباحت نہیں اور فقیر نے چند سال سے ایک رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ جو تالیف کر کے مطبوع کرادیا ہے، اس میں نیچریوں کی محبت وشمول کا سخت گناہ ہونا درج کیا ہے۔ جس پر مواہیر علمائے لاہور واطراف درج ہیں اور بڑا افسوس ہے اس واقعے کا جو بعض نئے مفتیانِ لدھیانہ نے اپنے استادوں کے حق میں بے ادبیاں کر کے اشتہار چھپوائے ہیں اور اسلام کو بدنام کیا ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون“

بقلم فقیر غلام دستگیر قصوری، ۵ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ

فتویٰ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص کے جواب میں مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی نے یہ فرمایا کہ ہندوؤں سے معاملہ کرنا درست ہے اور جو ایک جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے موقوف کرانے انکم ٹیکس وغیرہ کے قائم ہوئی ہے بشرطِ عدمِ نقصانِ دین ان سے ملنا درست ہے اور جو نیچری نے ہندو اور نیچریوں سے جمع کی ہے ان سے ملنا شرعاً درست نہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ مرتد ہیں، مرتد سے معاملہ کرنا ہرگز درست نہیں۔ آیا جواب مولوی صاحب کا شرع کے موافق ہے یا نہیں؟

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے رسالہ "اِعلام الأعلام بأنّ هندوستان دار الاسلام" میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے، اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں اور اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے کہ ہنودِ زمانہ اہل ذمہ ہیں، انہیں کافر حربی نہیں کہہ سکتے۔ وتمام تحقیقه في فتاوانا الملقبة بالعطايا النبوية في الفتاوي الرضوية

اور ظاہر ہے کہ شرع مطہر نے معاملات دنیوی میں اہل زمہ کو ہمارے مماثل کہا ہے۔

"لهم مالنا وعليهم ماعلينا"

"ان کے خون و مال مثل ہمارے خون و مال کے ہوجاتے ہیں۔"

یہاں تک کہ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے، اس کے قصاص میں مارا جائے گا اور اسلام و کفر کا تفرقہ مانع نہ آئے گا۔ امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

يقتل المسلم بالذمي الخ وهكذافى الهداية وغيرها عامة أسفار المذهب.

یوں ہی ذمی ہمسایہ کے ساتھ بیماری میں عیادت، موت میں تعزیت کا برتاؤ شرع مطہر نے جائز رکھا۔ خود حضور پر نور ﷺ نے ایک جوان یہودی کی عیادت فرمائی۔ قدم اکرم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت فرمائی کہ اس وقت اسلام لایا اور انتقال کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اشباہ میں ہے:

لاتكره عيادة جاره الذمى

ہدایہ میں ہے:

لأنه نوع بر في حقهم وما نهينا عن ذلك وصح أن النبي صلي الله عليه وسلم عاد يهوديا مرض بجواره.

ردالمحتار میں ہے:

في النوادر جار يهودى أو مجوسى مات ابن له أو قريب ينبغي له أن يعزيه ويقول أخلف الله عليك خيرا منه وأصلحك وكان معناه أصلحك الله بالإسلام يعنى رزقك الإسلام ورزقك ولدا مسلما. كفايه

بالجملہ سوا افعال تعظیم واجلال کے ذمیوں کے ساتھ نیک برتاؤ چاہیے اور دنیوی معاملات ان کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک ان میں معاذ اللہ اپنے دین کی توہین یا ان کے رسوم مذہبی کی تائید نہ ہو۔ اللہ جلّ جلالہٗ فرماتا ہے:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ

يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ} [الممتحنة: ۸]

غمز العیون والبصائر میں ہے:

الذمي حكمه حكم المسلين يعنى في غير مايوجب تعظيمه... الخ

ہنودِ زمانہ عند التحقیق ان سب احکام کے مستحق ہیں خصوصًا اس معاملے میں انہیں شریک کرنا جس میں رفاہِ عام و نفع انام و حقوق و مراعاتِ مخلوق ہو کہ اس میں خاص انہیں کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہل وطن کا نفع ہے جب کہ مسلمانوں کے اہل تدبیر و رائے منیر بنظرِ غامض و باریک بین و انجام شناس و وقت گزین خوب تنقیح تام کرلیں کہ اس سے حالًا یا مآلًا اسلام مسلمین پر کوئی ضرر عائد نہیں۔ یہ شرط کہ فقیر نے ذکر کی، ضرور قابل لحاظ ہے۔

رہے حضرات نیچریہ! شرع مطہر میں ان کے اور تمام مبتدعین کے احکام جن کی بدعت درجۂ کفر کو پہنچی ہو احکام جمیع اقسام کفار سے اشد و اعظم ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے رسالہ "المقالة المسفرةعن أحكام البدعة المكفرة" میں بدلائل قاطعہ واضح کیا ہے کہ نیچری وغیرہ ہر بد مذہب جو باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام ضروریاتِ دین کا انکار کرے قطعًا مرتد ہے اور اس کے احکام بعینہا احکام مرتدین۔ كمانص عليه في الفتاوي الظهيرية والفتاوي الهندية والطريقة المحمدية وغيرها من الكتب الفقهية. مرتد کو احکام اہل ذمہ سے کیا تعلق کہ وہ باوجود سکونت دار الاسلام کافر حربی ہے۔ ہدایہ کے باب الردہ میں ہے:

إنه حربي مقهور تحت أيدينا.

بلکہ خاص دار الحرب کے اصلی کافروں سے بھی اس کا حکم سخت تر ہے۔ وہاں کے کافر کو سال بھر کے لیے امان دے کر دار الاسلام میں آنے اور تجارت وغیرہ کرنے دیں گے كما علم في باب المستامن. اور مرتد کے لیے سلطنت اسلامیہ میں تین دن سے زیادہ مہلت نہیں۔

كما نصوا عليه في باب الردة.

کافر حربی اگر ایام امان میں اپنے ملک کو پلٹنا چاہے گا سلطنت اسلامی اپنے ظل حمایت میں اسے سرحد تک پہنچادے گی۔

قال الله تعالى: {وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ} [التوبة: ٦]

اور مرتد اگر لحوق دار الحرب چاہے گا ہرگز قدرت نہ دیں گے بلکہ بادشاہِ اسلام اس پر وہ مہلت سہ روزہ بھی حبس وقید میں گزارے گا۔ كما عرف في موضعه

بالجملہ شرع مطہر کے نزدیک مرتد سب کافروں سے بدتر ہے۔ اس سے میل رکھنا، موافقت کرنا، صلاح میں رہنا، شریک ہونا، معاون بننا ہرگز جائز نہیں کہ یہ سب مناقض مرادِ خدا ورسول ہے۔ جلّ جلاله وصلّي الله عليه وسلم كما لا يخفى على من كان له قلب أو ألقى السمع وهو شهيد

زن مرتدہ کو خیال کرو کہ دین میں اس کا حکم مرد مرتد کے حکم سے اخف ہے۔ لأن المرتد لا يجازي في الدنيا بارتداده إما يجازى بأنه حربي والمرأة ليست من أهل الحرب اور ساتھ کھانا کھا لینے یا پاس بیٹھ جانے کو شرکت و معاونت کے ساتھ تولو کہ اس سے کس قدر ہلکے ہیں۔ بایں ہمہ علماء صاف صریح ممانعت فرماتے ہیں کہ مرتدہ کے ساتھ مجالست ومواکلت نہ کی جائے۔ در مختار میں ہے:

المرتدة ولو صغيرة تحبس أبدًا ولا تجالس ولا تواكل. حقائق

پھر کہاں مرتد اور اس کے ساتھ شرکت ومدد، إنّ هذا لَظلم أشدّ والله الهادي إلى سبيل الرشد

بے ضرورت و مصلحت صحبت و مخالطت کسی بدمذہب سے نہ چاہیے۔

قال الله عز ذكره: وإما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين.

پھر اس حکم میں بھی نیچریوں کا حصہ ہنود سے زائد ہے اگرچہ ذمی و مرتد کے فرق سے قطع نظر کیجیے کہ:

اوّلاً: ہنود اپنے مذہب کی طرف داعی نہیں کہ ان کی صحبت میں معاذ اللہ تزلزل عقائد مظنون ہو، بخلاف نیاچرہ، کہ سخت مخرّب اسلام و مغوی عوام ہیں۔

ثانیا: ہندو کی بات کھلی مخالف کی بات ہے کہ ہر جاہل سا جاہل اس کے کفر پر مطلع اور اسے اپنے مذہب سے جدا جانتا ہے۔ یہ حضرات کہ بظاہر کلمہ پڑھتے اور زبانی دعویٰ اسلام رکھتے بلکہ اپنے ہی آپ کو سچا پکا مسلمان و خیر خواہ مومنین و ایمان بتاتے ہیں، "دام در سبزہ و مارِ آستین" ہیں۔ ان کا زہر آلود افسوں سیفہ بدبخت پر جلد چلتا اور انجام کار ہلاک کر دیتا ہے۔ والعياذ بالله رب العالمين

ثالثا: ان کے ایجادی مذہب میں ایک ایسی لذیذ چیز ہے جو نفس شیطانی کو دل سے عزیز ہے۔ وہ کیا لیکن آزادی مطلق، جس کی طرف نفس امارہ بالطبع راغب ہے۔ لہذا اس راہ سے شیطان بہت جلد قابو پاتا اور رِبقہ شرع گردن سے نکال کر کھلے بندوں آزاد بنا دیتا ہے۔ اب یہ کون کہے کہ او اپنی جان کے دشمن! الاسلام گردن نہادن ہے نہ خود سر شدن! آج کی آزادی کل محبس جہنم میں حبس دائمی کی مبارکباد ہے۔

والعياذ بالملك الحق المبين ولا حول ولا قوة الا بالله ذى القوة المتين، نسأل المولى سبحانه وتعالي أن يحفظ لنا ويجمع إخواننا المسلمين نعمة الايمان إلى يوم الدين، إنه ولي ذلك والقادر عليه هو حسبنا ونعم

المعين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد وآله وأصحابه أجمعين.
آمين بمحمد المصطفى النبى الامى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

أصاب من أجاب

نیاز محمد خان نقشبندی مجددی مرادآبادی

کفار سے اس قدر دین میں فساد نہیں جس قدر نیچریوں سے ہے۔ دین کے لباس میں بے دینی پھیلاتے ہیں۔ اسی سبب سے بہت بے عقل مسلمان بے دین ہو گئے۔ ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد حسین تنہا مرادآبادی ۷ ار بیع الاول ۱۳۰۶ھ

تتمہ

حامدا ومصليا

ہر دو رسالہ "**امداد الآفاق برجم اہل النفاق**" مصنفہ مولوی امداد علی صاحب مطبوعہ ۱۳۹۰ھ و "**جواہر مضیہ فی رد نیچریہ**" مصنفہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری ۱۳۰۴ھ کا خلاصہ مع مواہیر اخیر میں تحریر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو بخوبی واضح ولائح ہو جائے کہ سید احمد نیچری کی تردید صرف علماءِ حال ہی نے نہیں کی بلکہ جب سے اس شخص نے اپنے خیالاتِ باطلہ سے مسائل قطعیہ کا انکار شروع کیا ہے اسی وقت سے علماء اہل سنت و جماعت نے اس کی تردید میں رسالجات تصنیف کر کے شائع کرنے شروع کیے کیونکہ ایسے موقع پر علماء کا سکوت بحکم "الساکت عن الحق شيطان أخرس" سخت ممنوع ہے۔ شکر الله سعیهم

خلاصہ امداد الآفاق

سید احمد دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے مدرسہ کی مدد کرنی حرام ہے بموجب استفتاء مندرجہ ذیل:

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس میں کہ جو دیوبند و دہلی وغیرہ میں مدارس اسلامیہ چندہ اہل اسلام سے قائم ہیں اب ایک اور شخص جس کے عقائد یہ ہیں:

"کتب تفاسیر واحادیث بالکل قابل اعتبار نہیں۔ بہشت و دوزخ اور وجودِ شیطان اور ملائکہ سے انکاری ہے وغیرہ وغیرہ اور بہت امور اس کی

رائے میں موجب تہذیب نہیں۔"

ایک نیامدرسہ اس غرض سے کرنا چاہتا ہے کہ مدارس اسلامیہ میں فائدہ قومی اور آزادی حاصل نہیں ہوتی بلکہ عمر ضائع ہوتی ہے۔ مدرسہ ہٰذا میں تعلیم علومِ دینی اور دنیاوی اس طریقہ سے ہوگی جس سے آزادی حاصل ہو۔ آیا اس مدرسہ کو چندہ دینا شرعًا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب

جو شخص کہ اعتقادات اس کے فاسدہ جو سوال میں مسطور ہوئے ہیں وہ شخص مخرب دین ہے۔ جو چیزیں اس کی رائے میں موجب تہذیب ہیں اہل سنت کے ہاں موجب تخریب ہیں۔ الحذر الحذر أيها المسلمون الهرب الهرب أيها المؤمنون.

ایسے شخص کی معاونت اقامت مدرسہ میں جو فی الحقیقت مفسدہ ہے، حرام ہے۔ أقول قولي هذا وأفوض أمري إلى الله إن الله بصير بالعباد. والله أعلم بالصواب وعنده أم الكتاب

حرره الراجي عفو ربه القوي

ابوالحسنات محمد عبدالحی

تصدیقات

أصاب المجيب

محمد فضل اللہ

أصاب من أجاب

محمد ابراہیم **عبدالکریم** **محمد یوسف**

جس کسی کو عذاب شدید میں آنا اور ہدم اسلام پر آمادہ ہوجانا اور

ظالموں کے ساتھ حشر پانا منظور ہو وہ علومِ باطلہ خصوصًا نیچر کی ترویج اور اس کے مروج کا معین اور مددگار ہے۔ واللہ اعلم

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو گفتم فاش
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

نمقه العبد الأواه

محمد المدعوب لطف اللہ عفی عنہ

ایسے شخص کی رائے پر چلنا اور اس کے مدرسہ میں مدد دینا موجب ضلالت ہے۔

حرره وأجابه

خاکسار **محمد مسعود نقشبندی** دہلوی ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ

فقد أصاب من أجاب

محمد نذیر حسین

محمد شاہ

الجواب صحيح

غلام محمد ہوشیار پوری حنفی

الجواب صحيح

شہاب الدین عفی عنہ **حاجی محمد برکت اللہ**

ناصر الاسلام محمد عمر حنفی **منصور علی**

فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد

مرد دین دار بلکہ تمام ملک ہندو مسلمان وغیرہ پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے پرہیز کریں۔ اللّٰهمّ اعظ لهذا الشخص المرتد أن يرجع

إلى الإسلام.

محمد کریم اللہ

الجواب صحیح

محمد یعقوب

قاضی مفتی سعد اللہ

محمد نور النبی

سید مولوی محمد اسحاق

لطف اللہ بن مفتی سعد اللہ

محمد حبیب اللہ

المجیب مصیب

سید حسن شاہ

ظہور الحق

محمد ریاض الدین

عبد اللہ خان ولد غلام اکبر خان

محمد حسین عفی عنہ

ایسے شخص کے مدرسہ کی مدد کرنی ہرگز جائز نہیں۔

کتبہ **محمد امداد علی امروہی**

هذا الجواب حق

کریم بخش عفی عنہ

محمد آل حسن عفی عنہ

یہ شخص بظاہر مسلمان آپ کو قرار دے کر بباطن ارادہ تخریب اسلام کا کرتا ہے اور یہ شخص بے دین ہے۔

سید شبیر علی عفی عنہ

اعانت وامداد ایسے محل میں بہ نص قرآنی حرام ہے۔

كما قال تعالي: {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ٢]

زین العابدین قاضی بھوپال **احمد گل عفی عنہ**

محمد جان عفی عنہ الرحمان **سید محمد عفی عنہ الصمد**

ابوالفضائل سید غلام رسول **ذوالفقار احمد**

ابوالمظفر محمد سید عبداللہ مفتی حال بھوپال

خلاصہ جواہر مضیّہ

اس شخص کے اقوال اور افعال سے اہل اسلام کو انحراف کرنا لازم ہے۔ اگرچہ معاملات دنیاوی میں ہنود سے مشارکت کرنی درست ہے لیکن نیچریوں سے تعلق رکھنا ہرگز درست نہیں۔

تصدیقات

فقیر غلام مرتضیٰ بریلوی عفی عنہ **شیخ احمد دریکانی عفی عنہ**

فقیر غلام نبی احمدی عفی عنہ **محمد نور الدین**

محمد امین **شیخ عبداللہ**

هذا كتاب قد كمل بوروده نشاطي

غلام محی الدین نمک ساری **غلام احمد خلف مفتی صاحب**

محمد عالم غلام جیلانی غلام غوث عبد الملک

صاحب الرسالة أتي بلبّ تقارير فحول العلماء الراسخين واستأصل أصول الملحدين.

حررہ فقیر عبد القادر المسکین عبد العزیز بگوی

غلام رسول چاوے والا فقیر عبد الکریم قاضی شاہ پور

فقیر عبد الحق فقیر علاء الدین ساکن بھابڑ

فقیر قل احمد ساکن چک رام داس

نعم الكتاب الناطق بالحق والصواب

عبد القادر دیرومی عبد الغفار محمد مسکین شیر محمد

خادم علماء غلام محمد ولی محمد جانشین حضرت مرالی والہ

يضل الله من يشاء ويهدي من يشاء

خلیل احمد مدرس اول بہاول پور

نذیر احمد رشید احمد محمد غوث فقیر احمد بخش

مشتاق احمد قادر بخش فقیر فتح محمد شاہ

رأيت هذه الرسالة من أولها إلى آخرها فهذا هو الرشد لا إكراه في الدين قد تبين الرشد.

فقیر غلام محمد امام مسجد شاہی لاہور فقیر نور احمد امام مسجد انار کلی

فقیر احمد دین جانشین درس المفتی محمد عبد اللہ ٹونکی مدراس اوسط یونیورسٹی

محمد یار نائب امام مسجد شاہی لاہور

جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

سید غلام حسین قصوری **فقیر حافظ سید محمد**

حافظ غلام مصطفیٰ **فقیر عبد الملک واعظ قصور**

سید محمد عبد الحق قصوری **سید محمد زمان شاہ قصوری**

فقیر محمد فضل حق امام مسجد کلاں قصور

تنبیہ

مواہیر سابقہ ولاحقہ کے ملاحظہ کرنے سے یہ امر جب پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا کہ اس فرقہ کے کفر وارتداد پر علماء قدیمہ وحدیثہ کا اتفاق ہے پس ناظرین ذی شعور پر لازم ہے کہ بموجب اقوال علماء اس شخص کو مغوی ودشمن اسلام سمجھ کر اس سے بچیں۔ بعض کندہ ناتراش ہر بد مذہب کی تعظیم کرنے کو تہذیب دینی سمجھتے ہیں۔ لاحول ولاقوة إلا بالله

جا بجا قرآن شریف میں مذکور ہے کہ خدا کے احکام سے انکار کرنا کفر ہے اور آنحضرت ﷺ کا خلق عظیم سے متّصف ہونے کے بموجب روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہی معنی ہیں کہ قرآن شریف کے طریق پر خوگر تھے۔

حيث قالت حين سئلت عن خلقه ﷺ: كان خلقه القرآن.

اسی واسطے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے:

قال عليه الصلاة والسلام: تخلقوا بأخلاق الله

پس جو شخص عالموں کو بہ سبب آمر بالمعروف وناہی عن المنکر ہونے کے سبب بے تہذیب قرار دے تو وہ گویا خدا اور رسول کو معاذ اللہ بے تہذیب کہہ رہا ہے۔

اللهم اعظ لهذه الجهلاء. أقول قولي هذا وأفوّض أمري إلى الله إنّ الله بصير بالعباد وهذه تذكرة لمن شاء التذكرة، فمن شاء ذكره ومن عاون عد من أرباب الفساد. والله أعلم بالصواب وعنده أم الكتاب.

خلاصہ فتویٰ نصرۃ الابرار

بتاریخ: ۲۶ محرم ۱۳۰۶ھ/۱۲اکتوبر ۱۸۸۸ء

علی محمد نامی ایک صاحب متوطن بمبئی نے انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت اور سرسید احمد خان سے تعاون کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں سوال کیا تھا۔ مولانا عبدالعزیز ابن مولانا عبدالقادر لدھیانوی نے ایک جمعے کو اپنی تقریر میں ان دونوں مسائل کے بارے میں اظہار خیال فرمایا۔ حضرت لدھیانوی نے یہ تقریر لدھیانہ میں فرمائی تھی۔ مجمع میں شہر اور ضلع کے تقریباً ایک ہزار مسلمان تھے۔ بعد میں علی محمد صاحب نے ان اپنے سوالات کو ایک استفتاء کی شکل میں مرتب کر کے ہندوستان کے مختلف امصار کے علمائے دین اور مفتیان کرام سے حکم شرعی دریافت کیا۔ یہ استفتاء اور فتاوے مولانا محمد مفتی لدھیانہ نے مرتب کر کے ''نصرۃ الابرار'' کے نام سے مطبع صحافی لاہور سے شائع کر دیا تھا۔ یہاں صرف کانگریس میں شرکت کے جواز سے متعلق فتویٰ اور مفتیان کرام کے اسمائے گرامی شائع کیے جا رہے ہیں۔ استفتاء یہ ہے:

ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کی جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہو یا خلافِ سرکار ہو تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

مولانا مفتی عبدالعزیز لدھیانوی نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا:

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا!

جب معاملات دنیاوی میں شریک ہونا ہنود سے بموجب آیات اور حدیث مذکورہ

جواب دوم درست ہوا تو اس مجلس میں شریک ہونا کیوں کر منع ہو۔ جیسا کہ بازار جانا جہاں اکثر دوکاندار اہل ہنود ہوں، واسطے کاروبارِ دنیا کے شرعاً منع نہیں ہے۔ اس طرح نیشنل کانگریس میں شریک ہونا مباح ہے۔ البتہ جس مجلس میں اہانت دین ہو، اس میں ہرگز اس وقت شامل نہ ہو۔

{وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ} [الأنعام٦ : ٦٨]

”اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ آیات ہماری کے پس منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوا اس کے۔“

لیکن کفار کی مجلس میں صرف وقت اہانت کرنے دین کے شامل ہونا منع ہے، باقی اوقات میں حرام نہیں۔ چوں کہ اصول اور قواعد کانگریس کے جہاں تک دیکھے گئے مضر اسلام اور موجب عدمِ ترقی اہل اسلام نہیں ہیں۔ پس اس میں شامل ہونا موجب آیاتِ مذکورہ کے درست ہوا۔ پس جو فتویٰ نیچریوں نے یا ان کے چیلوں نے واسطے دھوکا دہی عوام کے اوپر منع ہونے اس مجلس کے شائع کیے ہیں، باطل اور مردود ہیں۔ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا. والله أعلم وعلمه أتم

اس فتویٰ پر مندرجہ ذیل علما و مفتیان کرام نے توثیق و تصدیق کے دستخط اور مہریں ثبت فرمائی ہیں اور بعض بعض نے ایک دو جملوں میں یا مختصر لفظوں میں خود بھی تائیدی رائے لکھ دی ہے۔ سب سے پہلے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نے اس فتوی کے تصویب فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

”اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شراء اور تجارت میں کرلیویں، اس طرح کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شروع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد

کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔ اگر ہنود کی شرکت سے اور
معاملہ سے بھی کوئی خلافِ شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلّت یا اہانت
یا ترقی ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا، اسی طرح پر
ہے اور بس۔ فقط"

تصدیقات

مولانا اسماعیل لدھیانوی، مولانا عبدالواحد لدھیانوی، ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رامپوری، مولانا نظام الدین لدھیانوی، مولانا رکن الدین سکنہ لدھیانہ ، مولانا محمد اسحاق لدھیانوی

علمائے انبالہ

مولانا عبدالقادر، مولانا توکل شاہ، مولانا عبدالرحیم خان امام مسجد میاں توکل شاہ، مولانا ظہور الدین شاگرد مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔

علمائے سہارن پور

مولانا پیر محمد سہارن پوری، مولانا احمد علی، مولانا ثابت علی، مولانا ابو الحسن، مولانا محمد امیر باز خان، مولانا قاضِی فضل الرحمٰن، مولانا عمر دراز، مولانا قمر الدین، مولانا عنایت علی۔

علمائے دیوبند

(شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی)، مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خان، مولانا محمد منفعت علی، مولانا احمد حسن ولد مولوی محمد قاسم، مولانا محمد فضل عظیم ، مولانا محمد مراد۔

علمائے دہلی

مولانا محمد حسین، مولانا شاہ عالم، مولانا حبیب احمد، مولانا گل محمد، مولانا محمد قاسم، مولانا امام الدین، مولانا حافظ عبداللہ۔

علمائے پاک پتن وگردونواح

مولانا محمد سرفراز، مولانا غلام قادر، مولانا شاہ سوار چشتی، مولانا محمد عظیم، مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد اسماعیل۔

علمائے فیروزپورونواح

مولانا عبدالکریم، مولانا جمال الدین سکنہ چھاؤنی فیروز پور، مولانا جمال الدین سکنہ موضع امیر، مولانا ظہور اللہ، مولانا ہدایت اللہ، مولانا سراج الدین، مولانا محمد حسین، مولانا عبد الرحیم مولانا ابوالحبیب محمد صدیق، مولانا غلام محی الدین۔

علمائے مدینہ منورہ وبغداد

الحاج علی بن الحاج یوسف، مولانا طاہر آفندی البغدادی

نصرۃ الابرار میں اسی مضمون کے ایک اور استفتاء کے جواب میں فتویٰ بھی ہے، جس کی تصدیق وتصویب دیگر علاقہ جات ہند کے مختلف علمائے کرام نے فرمائی ہے۔ استفتاء اور فتویٰ یہ ہے:

استفتاء

باسمہٖ سبحانہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ مولوی عبد العزیز صاحب نے ایک شخص کے جواب میں یوں فرمایا کہ ہنود سے معاملہ کرنا بشرطِ نقصانِ دین جائز ہے

اور جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے منافع سکنائے ہند کے قائم ہوئی ہے۔ بشرط عدم نقصان دین اس میں شامل ہونا درست ہے اور نیچر کی جماعت میں جو نیچریوں اور ہندوؤں سے سید احمد نے جمع کی ہے، اس میں شامل ہونا ہرگز درست نہیں۔ کیوں کہ یہ شخص مرتد ہے۔ اس سے تعلق رکھنا اور اس کی تعظیم کرنی ہرگز درست نہیں۔ کیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا شرعًا درست ہے یا نہیں؟ غیر مقلدین اور بعض شاگردوں مولوی صاحب موصوف کے سبب کینہ دیرینہ اس جواب کو کفر قرار دیتے ہیں حق پر ہیں یا نہیں؟

جواب

اللهم أرنا الحق حقا والباطل باطلا

جواب مولوی صاحب کے مطابق شرع کے ہیں۔ مخالفین کا قول بالکل مردود ہے۔ کیوں کہ معاملہ کرنا کفار سے شرعًا درست ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے نکاح کتابی کا جو مقتضی کمال یگانگت کو ہے، جائز قرار دیا ہے۔

قال الله تعالي: {وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ} [المائدة٥: ٥]

اور جوابات منع سوالات و برأت کفار میں وارد ہیں۔ وہ اپنے ظاہر اور متبادر پر محمول نہیں۔

قال الله تعالي: {لاَ ينهاكم الله عَنِ الذين لَمْ يقاتلوكم فِى الدين وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مّن دياركم أَن تَبَرُّوهُمْ} تكرموهم وتحسنوا إليهم قولاً وفعلاً {وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ}

هو بدل من الذين قاتلوكم لا ينهاكم عن مبرة هؤلاء وإنما ينهاكم عن تولي هؤلاء ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ حيث وضعوا التولي غير موضعه.(مدارك التنزيل وحقائق التأويل: ٣/ ٤٦٩)

البتہ نیچری کی جماعت میں ملنا درست نہیں کیونکہ وہ خدا کے نزدیک ملعون ابدی ہے۔

قال الله تعالى: أولئك جزاؤهم أنّ عليهم لعنة الله والملائكة والناس أجمعين خالدين فيها.

پس بموجب اس آیت کے اس سے رابطہ پیدا کرنا اور اس کی مدد کرنی اور اس کو تعظیمانہ الفاظ سے خط لکھنا شرعاً کب درست ہے۔ بس غیر مقلد وغیرہ جو اس جواب کو غلط یا کفر قرار دیتے ہیں سخت بے دین اور زندیق ہیں۔ والله يهدي من يشاء وهو على كل شئ قدير

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودھیانوی

تصدیقات

اس فتوے کی سب سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تحریر سے تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے دستخط کے ساتھ ۲۶ محرم ۱۳۰۶ھ تاریخ بھی ثبت فرمائی ہے جو ۲ اکتوبر ۱۸۸۸ء کے مطابق ہے۔

تصدیق کرنے والے دیگر علمائے دین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

علمائے دہلی

مولانا م عبد الحق مصنف تفسیر حقانی، مولا محمد ادریس واعظ خلف مولوی محمد عبد الرب واعظ، مولانا ابو المنصور، مولانا نصرت علی، مولانا محمد علاؤ الدین جلال آبادی، مولانا محمد امیر الدین،

مولانا قادر علی، مولانا محمد مصطفیٰ، مولانا محمد، مولانا حافظ شمس الدین، مولانا سید مخلص الرحمٰن، مولانا عبدالحکیم، مولانا خیر محمد، مولانا حکیم اللہ، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد کرامت اللہ، مولانا عزالدین، مولانا نورالہدیٰ، مولانا محمد حسن، مولانا محمد محی الدین، مولانا غلام محمد، مولانا سید محمود دہلوی، مولانا عبدالغفور دہلوی، مولانا محمد احمد یار دہلوی، مولانا امام الدین، مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا محمد حسین، مولانا حافظ رحیم بخش، مولانا محمد عزیز الحسن، مولانا عبداللہ دہلوی، مولانا محمد ابراہیم دہلوی، مولانا حافظ ابراہیم مولانا اسمٰعیل۔

علمائے رام پور

مولانا عبدالواحد، مولانا ارشاد حسین، مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد عبدالغفار خان، مولانا حامد حسین، مولانا محمد ریاست علی خان، مولانا گوہر علی، مولانا قاری عبدالعلی امرتسری، مولانا غلام رسول الحنفی، مولانا حافظ غلام محمد۔

بعض دیگر علماء

مولانا سید شمس محی الدین قادری بٹالوی المعروف صاجزادہ حال وارد امرتسر، مولانا محمد فیروز الدین حنفی گجراتی، مولانا نورالدین از جموں۔

علمائے ملتان

مولانا عبدالرحمٰن ملتانی، مولانا عبدالعلیم ملتانی، مولانا نظام الدین ملتانی، مولانا غلام محمد سکنہ شیخ عمر حال وارد کوٹھ شریف ضلع ملتان، مولانا حافظ نور محمد، مولانا غلام صدیق کوٹھوی، مولانا جمال الدین کوٹھوی، مولانا محمد ولد میاں صاحب غلام سرور کوٹھوی۔

علمائے تونسہ

مولانا خدا بخش، مفتی علی گوہر، مولانا یار محمد، مولانا نور محمد، مولانا غلام محی الدین، مولانا کریم بخش فتح آبادی حصاری۔

علمائے جالندھر

مولانا نجم الدین، مولانا عزیز بخش، مولانا سید رکن الدین۔

علمائے ہوشیار پور، قصور وغیرہ

مولانا غلام احمد، مولانا محمد عبد الکریم، مولانا نور محمد سنکووالی، مولانا امانت علی نکودری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبداللہ خیر اللہ آبادی، مولانا فتح محمد، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا نور علی، مولانا شاہ دین، مولانا محمد اشرف علی سلطان پوری، مولانا امام الدین کپور تھلوی، مولانا محبوب عالم ہوشیار پوری، مولانا الدین ہوشیار پوری۔

اس ذیل میں ایک نامور علمی دینی شخصیت مولانا غلام دستگیر قصوری کی ہے، انہوں نے فتویٰ کی تصدیق میں ایک مختصر عبارت بھی تحریر فرمائی ہے اور دستخط کے ساتھ تاریخ بھی ثبت کردی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جس امر کے شمول میں اہل ہنود سے کوئی مضرت دینی و دنیاوی نہ ہو، شرعاً کوئی قباحت نہیں اور فقیر نے چند سال سے ایک رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ جو تالیف کر کے مطبوع کرادیا ہے، اس میں نیچریوں کی محبت و شمول کا سخت گناہ ہونا درج کیا ہے۔ جس پر مواہیر علمائے لاہور واطراف درج ہیں اور بڑا افسوس ہے اس واقعے کا جو بعض نئے مفتیانِ لدھیانہ نے اپنے استادوں کے حق میں بے ادبیاں کر کے اشتہار چھپوائے ہیں اور اسلام کو بدنام کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

بقلم فقیر غلام دستگیر قصوری

۵ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ (۹/نومبر ۱۸۸۸ء)

اس مضمون کا ایک استفتاء بریلوی مکتبہ فکر کے بانی مولانا احمد رضا خان کو بھیجا گیا تھا۔

مولانا نے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا۔ اس مسئلے میں مولانا کا مسلک اس وقت ٹھیک ٹھیک وہی تھا جو علمائے دیوبند و دہلی اور دیگر حق پرست علمائے دین اور مفتیان شرع متین کا تھا۔ مولانا کی تصویب و تصدیق میں اسی مکتبہ فکر کے دو علمائے مراد آباد نے بھی دستخط فرمائے ہیں۔ (۱)

(۱) مولانا سے کیا جانے والا استفسار اور اس کے جواب میں مولانا کا فتویٰ گزشتہ سطور میں تفصیل سے نقل کیا جا چکا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرہ آفاق کتاب نقش حیات سے اقتباس

”فتویٰ نصرۃ الابرار“

کانگریس کے اجلاس اول کے بعد لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ آزادی حاصل کرنے کی دوسری صورت بھی ہے۔ اس لیے لوگ جوق در جوق اس میں شامل ہونے لگے۔

کانگریس کی اس بڑھتی ہوئی حالت اور مقبولیت کو دیکھ کر ممکن نہ تھا کہ مستبد اور سیاہ دل انگریزوں کے دماغ ماؤف نہ ہوں اور سینہ اور دل میں کپکپی پیدا نہ ہو۔ مسٹر بیگ پرنسپل علی گڑھ کالج اور دوسرے انگریزوں کو انتہائی بے چینی نے گھیر لیا۔ چنانچہ انہوں نے انجمن محبان وطن (انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن) کی بنیاد ڈالی۔ کانگریس کی مخالفت میں آرٹیکل بار بار شائع کیے۔ مختلف مقامات پر سفر کیے اور لیکچر دیے اور سرسید پر اس قدر اثر اور دباؤ ڈالا کہ وہ انتہائی درجہ کانگریس کے مخالف ہو گئے اور مسلمانوں پر زور ڈالنے لگے کہ وہ ہرگز ہرگز کانگریس میں شرکت نہ کریں اور انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن میں شریک ہو کر انگریزوں کی وفاداری کا ثبوت دیں۔ اس میں شرکت مسلمانوں کے لیے فرض اور ضروری ہے اور کانگریس میں جانا مسلمانوں کے لیے سم قاتل اور زہر ہلاہل ہے۔ چند علماء کو اپنا ہم خیال بنا کر فتویٰ شائع کرایا جس کی رو سے مسلمانوں کو کانگریوں کی شرکت حرام دے دی گئی اور پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی شرکت فرض بتائی گئی۔ یہ تمام معاملہ ۱۸۸۸ء سے پر زور طریقہ پر جاری ہوا۔

اس پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب اور مدرسین دارالعلوم دیوبند اور بہت سے علماء حقانی اطراف و جوانب ہند نے

پر زور مخالفت کی اور کانگریس کی شرکت کی حمایت اور انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی شرکت کی ممانعت میں فتوے لکھے۔

اس بارہ میں پیش پیش **علماء لدھیانہ مولانا محمد صاحب اور ان کے دو بھائی مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا عبداللہ صاحب مرحومین تھے۔** انہوں نے اطراف و جوانب ہندوستان سے فتوے منگائے اور ان سب کو ایک رسالہ ”نصرۃ الابرار“ میں جمع کیا اور خود کھلی کھلی اور زور دار دلیلوں سے کانگریس کی شرکت کا جواز اور پیٹریاٹک ایسوسی ایشن میں شرکت کا عدمِ جواز ثابت کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی (قدس اللہ سرہ العزیز) کا فتویٰ اسی رسالہ ”نصرۃ الابرار“ میں صفحہ ۱۹، ۲۰ اور صفحہ ۲۶ میں اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اور دیگر علماءِ دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں درج ہے اور مولانا محمد صاحب مرحوم لدھیانوی اور ان کے دونوں بھائیوں مرحومین کے تفصیلی فتویٰ صفحہ ۱۳ سے لے کر ۱۹ تک میں مذکور ہیں۔ اس رسالہ میں تقریباً سو علماءِ ہند کے فتاویٰ نقل کیے گئے ہیں۔

شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

صدر جمعیت علمائے ہند

مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

کی کتاب ”علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے“ سے اقتباس

”علمائے لدھیانہ کا فتویٰ دار الحرب“

تقریباً ۱۸۸۹ء میں یعنی انڈین نیشنل کانگریس کے وجود میں آنے سے کچھ دنوں بعد علمائے ہند کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے گئے:

۱. ہنود کے ساتھ معاملات دنیاوی میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

۲. ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہیں امور میں ہو جو کل جماعت ہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہوں یا خلافِ سرکار ہوں تو ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

۳. سید احمد خان نیچری نے جو ایک جماعت (ایسوسی ایشن) قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ اگست ۱۸۸۸ء میں یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں، شامل ہیں۔ ہر شخص جو شامل ہووے پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جابجا ایسوسی ایشنیں ”انجمن اسلامیہ“ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں۔

جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعتیں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں یا نہیں؟

جواب

حضرت امام ربانی قدس اللہ سرہ تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شراء اور تجارت میں کرلیویں، اس طرح کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شروع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔ مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہیے۔ اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیر خواہ ہو مگر اس کی شرکت مآلِ کار اسلام و مسلمان کو سم قاتل ہے۔ ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کرلینا۔

اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلافِ شروع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلّت یا اہانت یا ترقیِ ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا اسی طرح پر ہے اور بس۔ فقط'' (نصرۃ الابرار: ۲۶ محرم، ۱۲۰۶ھ صفحہ ۱۹)

یہ حضرت امام ربانی وغیرہ حضرات کانگریس کے ممبر کیوں نہیں رہے؟ اس کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام ربانی اور اسی طرح دیگر حضرات کا مطمح نظر کامل حریت تھا۔ اگرچہ ملک اور قوم کے عام مفاد کے لیے آئینی جد و جہد کو بھی پسند فرماتے ہوئے شرکت

کانگریس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے۔ مگر چوں کہ کانگریس کا نصب العین اس وقت صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت ہو۔ اس لیے اپنے واسطے شرکت کانگریس کو منظور نہیں فرمایا اور حریت کاملہ کے لیے وہ راہِ عمل اختیار کی جس کا تذکرہ آیندہ آئے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق سلسلہ کلام کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کر دی جائے جو حضرت موصوف کے مذکورہ بالا فتوے کے لیے پس منظر یا نتائج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۸۵۷ء میں جس طرح حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی زیر قیادت جہاد آزادی میں حصہ لیا تھا اسی طرح لدھیانہ کے اس خاندان نے بھی اس جہاد میں بہت کافی حصہ لیا تھا۔ جس کے ایک رکن مولانا عبد العزیز صاحب نقشبندی مجددیؒ تھے اور آج مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ اسی حریت پسند خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۸۸۴ء میں جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تو مولانا موصوف (علماءِ لدھیانہ) نے اس کی حمایت کی۔ سر سید گروپ نے ان کے بر خلاف ایک طوفان اٹھا دیا اور ایک فرضی استفتاء مرتب کر کے علماء سے اس کا جواب حاصل کیا۔ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے اس پر دستخط کرائے گئے اور پھر یہ فتویٰ مولانا عبد العزیز لدھیانویؒ صاحب پر چسپاں کر کے پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا عبد العزیز لدھیانوی صاحب ہندوؤں سے مل گئے، ایمان فروش ہیں، فاسق ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مولانا عبد العزیز لدھیانوی صاحب نے یہ تماشا دیکھا تو حیران رہ گئے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور پھر خود ایک سوال مرتب کیا۔ واقعہ کے انکشاف کے بعد حضرت گنگوہیؒ اور تمام حضرات نے (جن کے اسماء گرامی مولانا عبد العزیز لدھیانوی صاحبؒ کے

برخلاف قابل ملامت اور نفرت انگیز طریقہ سے استعمال کیے گئے تھے) معذرت کی۔ چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ معذرت یہ ہیں:

حامدا ومصليا!

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ [۱] لدھیانہ سے ایک

(۱) اس تحریر کی نقل و کتابت میں کئی لفظ چھوٹ گئے تھے اور کئی لفظ بدل کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے۔ خاکسار کے پیش نظر مطبع صحافی لاہور کا ۱۳۰۹ھ/۱۸۸۹ء کا اور مولوی مشتاق احمد کا ۱۹۴۵ء کا لدھیانہ ایڈیشن، دونوں ہیں۔ جن کے مطالعہ و موازنہ سے اس اقتباس کی تصحیح کر دی ہے۔ یہاں حضرت گنگوہی کی تحریر کا عنوان ''معذرت نامہ علماء بطور اختصار'' تحریر ہے اور اس کے ذیل میں سترہ علمائے وقت کے دستخط ہیں جن کے نام پہلے فتوے میں آئے تھے۔ ان میں مولانا محمود حسن، مولانا محمد حسن دیوبندی، مولانا محمد فضل عظیم دیوبندی، مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی وغیرہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انجمن انوارِ محمدیہ امرتسر کے اکتالیس ارکان کے دستخط ہیں۔ بعد کے صفحات میں مفصل فتویٰ ہے جسے مسمی علی محمد متوطن بمبئی نے دریافت کیا تھا اور مولانا مفتی محمد لدھیانوی (ابن مولانا عبدالقادر لدھیانوی) نے تحریر فرمایا تھا۔

اس کی تائید و توثیق اور تصویب میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے خانوادہ علمی کے اسلاف کرام کے علاوہ ایک سو پینتیس مشاہیر علمائے عصر کی تصدیقات و تصویبات ہیں۔ ان میں مولانا فیض الحسن اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، مولانا محمود حسن، مولانا احمد حسن (امروہوی) مولانا محمد حسن، مولانا عبداللہ خاں، مولانا محمد منفعت علی (مدرسین مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند)، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولانا ارشاد حسین رام پوری، مولانا ریاست علی خان شاہ جہان پوری، مولانا احمد رضا خان بریلوی وغیرہم شامل ہیں۔ مولانا بریلوی کا فتویٰ چار صفحے پر مفصل اور مستقل ہے۔ اس کا مفاد سرسید کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت میں وہی ہے جو مولانا مفتی محمد لدھیانوی کے فتوے کا ہے۔

ان حضرات علمائے ہند کے علاوہ مدینہ منورہ کے ایک عالم علی بن الحاج یوسف خادم روضۃ النبی علی

استفتاء اس مضمون کا آیا تھا جو ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے وہ کیسا ہے؟ بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ فاسق ہے۔ یہ خلاصہ سوال وجواب کا ہے۔ اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا اور اس کے اول تین صفحے لکھے دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے اور وہ وجوہِ اعانت واضرار اس میں مصرّح لکھے ہیں۔ لہذا بندہ راست راست کہہ کر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحب ہرگز ہرگز مصداق اس فتوے کے نہیں اور جو امور ان کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب وفتوے کا نہیں جانتا۔ اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا

صاحبہا الصلوۃ والسلام اور ایک بغدادی عالم طاہر آفندی خادم روضہ عبدالقادر جیلانی کے فتاویٰ سرسیّد کے بارے میں بھی ہیں ۔ کانگریس کے بارے میں ان کے فتاویٰ میں کوئی بات نہیں ہے۔ آخر میں سرسید کے خلاف مولوی امداد علی کے رسالے ''امداد الآفاق برجم اہل النفاق'' اور مولوی غلام دستگیر قصوری کے رسالے ''جواہر مضیہ فی رد نیچریہ'' سے تراسی علمائے کرام کے فتوے درج کر دیے گئے ہیں۔ اس کے مفتیوں میں بھی مولانا عبدالحی (فرنگی محلی)، مولانا لطف اللہ (علی گڑھی)، میاں محمد نذحسین (دہلوی) مفتی عبداللہ ٹونکی وغیرہم مشاہیر علمائے ہند کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔

فتویٰ ''نصرۃ الابرار'' کے مرتب ومفتی مولانا محمد لدھیانوی تھے لیکن یہ فتویٰ در حقیقت مولانا عبد العزیز لدھیانویؒ کا ایک خطبہ جمعہ تھا جو علی محمد نامی ایک شخص ساکن بمبئی کے چند سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا تھا اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد لدھیانویؒ نے بطور فتویٰ مرتب فرما دیا تھا۔ فتویٰ نصرۃ الابرار کے تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیے ''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ہندوستان کی جنگ آزادی'' مؤلفہ عزیز الرحمن جامی دہلی ۱۹۶۱ء

تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔ جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں۔

اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے وہ سخت نازیبا ہے۔ بندے کے نزدیک علماء کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام و علم ہے۔ پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحب سے بدعقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتویٰ بندہ کے نہیں۔ ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد و محبت کرنا لازم ہے۔واللہ تعالي ولي التوفيق

کتبہ الراجی رحمۃ اللہ

رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یہ حقیقت منقح ہو چکی تو اس کے بعد شرکت کانگریس اور شرکت ایسوسی ایشن کے متعلق مندرجہ بالا سوالات علمائے کرام کے سامنے پیش کیے گئے۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ صاحب کے مندرجہ بالا واقعہ اور سوالِ دوم کے الفاظ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کانگریس کے حامی علماء کے برخلاف جو شرمناک پروپیگنڈا آج کیا جارہا ہے وہ اسی زمانے کی پیداوار ہے۔ کانگریس پر اسلام کشی کی فرد جرم اسی وقت سے لگا دی گئی ہے اور کانگریسی علماء کے لیے اسلام فروش، غدارِ ملّت، ہندوؤں کے غلام، فاسق، کافر وغیرہ وغیرہ اسی وقت تصنیف ہو چکے تھے۔ آج جو کچھ کہا جارہا ہے وہ اسی آموختہ کو دہرایا جارہا ہے۔

کانگریس کے مقاصد قیام

انڈین نیشنل کانگریس کے لفظ معنی ہیں "ہندوستانی قومیت (نیشن) رکھنے والوں کی

جماعت“۔اس کے اغراض و مقاصد پہلے ہی اجلاس میں یہ قرار دیے گئے:

۱. ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متحد و متفق کرکے ایک قوم بنانا۔

۲. اس طرح جو ہندوستانی قوم پیدا ہو اس کی دماغی، اخلاقی اور سیاسی صلاحیتوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔

۳. ایسے حالات کی اصلاح و ترمیم کرانا جو ہندوستان کے لیے مضرت رساں اور غیر منصفانہ ہوں اور اس طرح ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اتحاد و یگانگت کو استوار کرنا۔

”رفع تکالیف اور جلب منافع کے دنیاوی امور“ کو جو انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم پر طے پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بحیثیت ہندوستانی ہونے کے تمام باشندگانِ ملک سے یکساں ہوتا ہے ان کو حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز بیع و شراء اور خرید و فروخت کے معاملات کی حیثیت دے رہے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ان امور کی یہ حیثیت نہ ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ میونسپل بورڈ سے لے کر اسمبلیوں، کالجوں اور ایوانِ تجارت تک کسی بھی ہندوستانی ادارے یا سرکاری محکمہ میں شرکت کو جائز کہا جائے۔ تمام سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تجارتی و معاشی، قانونی و تعلیمی اداروں میں شرکت کانگریس حرام۔ یہ سیاسی بدعت نہیں تو اور کیا ہے؟

کسی بات کا سرکار کے مخالف نہ ہونا بھی جوازِ شرکت پر اثر انداز نہیں۔ کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ انگریز بہادر کی سرکردگی میں تو ہندو مسلم اشتراک جائز ہو اور اگر یہ منحوس سایہ ہٹ جائے تو وہ جائز چیز ناجائز ہو جائے۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو قرآن و حدیث مرجع شریعت نہ رہا بلکہ انگریزی ہیٹ (معاذ اللہ) شریعت کا گنبد بن گیا۔

فتویٰ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعلق انتہا درجہ

خطرناک ہے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض اور اپنے ذاتی خیالات کو کامیاب بنائیں۔

انڈین نیشنل کانگریس میں جواز شرکت کے علم سے نیشن اور قومیت کے بارے میں بھی حضرت گنگوہیؒ کے خیال کا اندازہ ہو جاتا ہے اگر فی الواقع مدارِ قومیت مذہب ہوتا اور متحدہ قومیت ناجائز ہوتی تو حضرت گنگوہیؒ جیسے دقیقہ رس فقیہ کے لیے قطعًا ناممکن تھا کہ وہ مشترک جماعت کے لیے نیشنل کانگریس (قومی جماعت) کا لفظ برداشت کرتے اور پہلے ہی وہلہ میں اس پر تنقید نہ کرتے۔ بالخصوص جب کہ سوال کا پہلا لفظ ہی یہ ہے: ”ایک جماعت قومی“۔

اور جب کہ کانگریس کا پہلا مقصد ہی یہ ہو کہ ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنانا تو ”السکوت في معرض البیان بیان“ کیا ایسے ہی موقع کے لیے نہیں ہے اور کیا اس اصول کے بموجب متحدہ قومیت کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا نظریہ واضح نہیں ہو جاتا۔

پنجاب کے انقلابی عالم مولانا محمد نعیم صاحبؒ

روزنامہ ''حقیقت'' ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

ہندوستان کے جلیل القدر تبحر عالم خاندان علمائے لدھیانہ کے سب سے بڑے فاضل ملک کی آزادی کے بہادر جرنیل مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ گھر کا علمی ماحول تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اس کے بعد دیوبند ہندوستان کے نامور انقلابی رہنما مولانا شیخ الہندؒ اسیر مالٹا سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء سے ملک میں تحریکات کا آغاز ہوا آپ بہادر سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوئے خلافت اور کانگریس کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا اور کانگریس کے پورے وفادار رہے۔

پٹیل کمیٹی

صوبہ سرحد میں حکومت نے سرخ پوش مجاہدین آزادی پر ۱۹۳۰ء میں جو بے پناہ مظالم کیے اور قصہ خوانی بازار میں نوکر شاہی نے تشدد و بربریت کا جو انسانیت سوز مظاہرہ کیا اسلامی انڈین نیشنل کانگریس نے سردار دٹھل بھائی پٹیل کی زیر قیادت آزاد تحقیقاتی کمیشن **''پٹیل کمیٹی''** کے نام سے بٹھایا۔ مفتی صاحب اس میں شریک تھے۔ آپ نے بڑی جانفشانی اور محنت سے تمام حقائق جمع کیے اور اس رپورٹ کی ترتیب و تکمیل میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔ حکومت نے اپنے جرائم کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لیے اسے ضبط کر لیا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو اب وہ رپورٹس اصلی حالت میں لوگوں کے سامنے آجائے گی۔

آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے بعد ساتویں ڈکٹیٹر قرار پائے اور دہلی میں ایک عظیم الشان جلوس کی رہنمائی کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے۔

مصر میں گرفتاری

۱۹۳۴ء میں آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور ساتھ ہی مصر، فلسطین، عراق وغیرہ کی سیاحت کا بھی پروگرام بنایا حکومت آپ کو پاسپورٹ دینے میں کافی پس وپیش کرتی رہی۔ کافی جدوجہد کے بعد پاسپورٹ دے دیا اور جب آپ حج سے فارغ ہوکر مصر اترنے کے لیے بندرگاہ سوئز پر پہنچے تو آپ کا پاسپورٹ منسوخ کردیا گیا اور برطانوی اشاروں پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور خطرناک باغی قرار دے کر آپ کا داخلہ مصر میں ممنوع قرار دیا گیا اور اسی گرفتاری کی حالت میں فلسطین لاکر چھوڑ دیا گیا۔ ہندوستان میں تو گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا لیکن مصر میں بھی اس نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا گیا۔

دور سکندری

مفتی صاحب ہمیشہ سچائی پسند رہے اور آپ کا طرز عمل بہت صاف اور واضح رہتا تھا۔۔۔

جمعیت علماء اور کانگریس

جمیعت علماءِ ہند نے ہمیشہ کانگریس کے دوش بدوش ہوکر آزادی کی جدوجہد میں جاں فروشانہ خدمات انجام دیں۔ خواہ وہ ۱۹۳۱ء کی سول نافرمانی ہو، ۱۹۳۳ء کی جنگ یا ۱۹۴۲ء کی انقلابی لڑائی۔ اس سلسلے میں مفتی صاحب ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اور آپ کا ان فیصلوں میں سرگرم حصہ رہا ہے۔ جمعیت علماء ہند نے اپنے تاریخی اجلاس امروہہ میں کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل جو مشہور تجویز منظور کی تھی اور اس کے مطابق جنگ آزادی لڑنے کے لئے جو وار کونسل بنائی گئی تھی مفتی صاحب اس کے سرگرم رکن تھے اور اپنے اس پروگرام کی تکمیل میں نمایاں حصہ لیا تھا۔

پہلا یومِ آزادی

لدھیانہ میں ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ کو پہلا یومِ آزادی منانے کے لیے کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ شہر

کی تمام پبلک جگہوں پر پولیس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ رجعت پسند طبقہ حکومت کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو اس درجہ ڈرایا گیا تھا کہ جو شخص آزادی کا پرچم لہرائے گا شاید وہ پولیس کی سنگینوں کی نظر ہو جائے اور جس جگہ لہرایا جائے وہ ہمیشہ کے لئے حکومت کے قبضے میں چلی جائے۔ ان نازک حالات میں مفتی محمد نعیم صاحبؒ کی ذات گرامی تھی جنھوں نے لدھیانہ کی سرزمین پر اللہ کے گھر شاہی مسجد میں پہلا پرچم آزادی پوری جرأت و جواں مردی کے ساتھ سربلند کیا۔ پولیس کی مسلح گاردیں محاصرہ کے لیے کھڑی تھیں۔ نوکر شاہی کے ایجنٹ بھی لوگوں میں خوف پیدا کر رہے تھے لیکن حریت پسندوں کے بہادرانہ اقدام پر نوکر شاہی دم بخود ہو کر رہ گئی اور پرچم آزادی پوری شان کے ساتھ لہرانے لگا۔

انگریز کی ضمانت

آپ نے ملک کی ہر لڑائی میں سرگرم حصہ لیا اور جب بھی قربانی کی ضرورت ہوئی آپ مردانہ وار سامنے آ گئے اور تقریباً ہر تحریک میں قید و بند اور نظر بندی کی مشکلات برداشت کیں۔ آپ پر ۱۹۳۱ء میں ۱۲۶ الف کے تحت بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ وہاں مجسٹریٹ نے آپ سے ضمانت کے لیے کہا۔ آپ نے اس پیشکش کا ایسا مدلل جواب دیا جس پر مجھے شرمسار ہو کر رہ گیا آپ نے فرمایا کہ:

> ”حکومت مجھے یقین دلا سکتی ہے کہ وہ ایک سال تک ملک میں رہے گی جو مجھ سے ایک سال کے لیے ضمانت طلب کرتی ہے۔

جمعیت کی سول نافرمانی

۱۹۳۲ء میں ایک جانب کانگریس انگریز کے خلاف میدان جنگ میں کھڑی تھی دوسری طرف جمعیت علماء ہند نے دہلی میں مورچہ لگا دیا۔ آل انڈیا جمعیت کی تحریک سول نافرمانی میں

صحیح سمجھتے تھے۔ پوری طاقت سے اس کی موافقت کرتے اور جسے غلط خیال کرتے اس کی ممانعت سے گریز نہیں کرتے تھے۔ کوئی دہشت قوت یا لالچ آپ کی راہ میں حائل نہیں ہوتا تھا۔ انگریز اور انگریزی ایجنٹوں کے متعلق آپ خاندانی ورثہ کے حامل تھے اور ان کی شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرتے اور ان سے دوری ہی اختیار فرماتے۔ پنجاب میں ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں یونینسٹ پارٹی کامیاب ہوئی اور عنانِ اقتدار سر سکندر حیات کے ہاتھ میں آئی۔ آپ انہیں انگریزی روحوں سے تعبیر کرتے رہے جو ہندوستانی جسموں میں داخل ہوگئی ہوں۔ آپ ان سے تعارف پر تیار نہ تھے۔ سر سکندر حیات نشہ اقتدار سے مست ہوکر لدھیانہ آئے اور اپنے سیاسی مخالفین خصوصاً مفتی صاحب کو اپنی طاقت اور اقتدار سے ہموار کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن متکبرانہ انداز میں، آپ نے جانے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا مجھے سکندر حیات سے کوئی کام نہیں۔ سر سکندر حیات اس جواب سے غصہ میں بھر گیا اور اس نے آپ کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ بناکر آپ کو ایک سال کے لیے جیل میں بھجوا دیا۔ سر سکندر حیات بھی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ جیل کی میعاد بھی پوری ہوگئی لیکن دونوں کی تاریخ رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔

۱۹۴۲ء کی نظر بندی

اگست ۱۹۴۲ء میں آزادی کا نعرہ بلند ہوا اور ملک میں برطانوی ظلم و تشدد کا دور شروع ہوگیا ۱۰ اگست کے روز سرزمین لدھیانہ پر آپ سب سے پہلے گرفتار کر لئے گئے اور ڈھائی برس تک پنجاب کی مختلف جیلوں میں نظر بند رہے۔ نظر بندی کے زمانہ میں آپ انبالہ میں شدید طور پر بیمار ہوگئے اور تقریباً چھ ماہ تک بستر مرگ پر پڑے رہے۔ بعض اوقات بالکل مایوسی کی حالت بھی پیدا ہو جاتی تھی لیکن آپ کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ پوری متانت کے ساتھ آپ نے نظر بندی کے ایام پورے کیے۔

آپ پنجاب کانگریس میں خاص احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ مخالف و موافق آپ کی عزت و تکریم کرتے۔ آپ صوبہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی، آل انڈیا کانگریس اور صوبہ کانگریس کمیٹی کے متعدّد بار مختار ممبر رہے۔ سٹی کانگریس کمیٹی اور ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی لدھیانہ کے برسوں صدر رہے۔ پر آشوب زمانہ انقلاب ۱۹۴۲ء میں آپ ہی لدھیانہ ڈسٹرکٹ کانگریس کے صدر تھے۔ مذہبی طور پر آپ ہندوستان کے آزاد خیال قوم پرور علماء کی جماعت جمعیت علماء ہند کے ساتھ وابستہ تھے۔ آپ وہاں خاص اہمیت کے مالک تھے۔ برسوں سے ورکنگ کمیٹی کے ممبر چلے آرہے تھے اور نظامت کے عہدہ پر مامور رہے۔

آپ ایک سچے محب وطن اور صحیح الخیال کانگریسی رہنما تھے۔ آپ کی ثابت قدمی اور کانگریس کے ساتھ وفاداری بے مثال تھی۔ ملک میں سینکڑوں طوفان آئے اور فرقہ وارانہ آندھیاں چلیں اور بڑے بڑے پہاڑ اس رَو میں بہ گئے۔ آپ نے ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر قسم کا بہتان برداشت کیا اور مخالفت قبول کی مگر اپنی صحیح جگہ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑی۔

یومِ آزادی

ایک روز وہ تھا ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء کے پہلا یوم آزادی منانے، پرچم آزادی لہرانے کے لیے سرزمین لدھیانہ تنگ تھی۔ مفتی صاحب اور آپ کے ساتھی مضبوط ہاتھوں سے پرچم آزادی لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں یہ خلوص اور قربانیاں رنگ لائیں۔ وہی پرچم سرکاری عمارتوں پر لہرا رہا تھا۔ جو سنگین بندوقیں کل مخالف تھیں وہی آج محافظ تھیں اور نوکر شاہی کے ایجنٹ دست بستہ اس کے سامنے کھڑے تھے اور اس کی سلامی میں فخر محسوس کرتے تھے۔